2 اقتصادی نمو

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال 17ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں مزید تیزی آئی، یہ 5.3 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ سال اس میں 4.5 فیصد اضافہ ہوا تھا (**شکل 2.1**)۔ یہ نمو گذشتہ ایک دہائی کے دوران نہ صرف بلند ترین ہے بلکہ وسیع البنیاد بھی ہے۔ اس حوصلہ افزا کارکردگی میں جن چیزوں نے اپنا حصہ ڈالا ان میں زرعی پیداوار میں تیزی سے بحالی، خدمات کے شعبے میں قابلِ ذکر اضافہ ٔ قدر، اور اشیا سازی کے شعبے میں متواتر بہتری شامل ہے۔[1]

شکل 2.1 الف: شعبہ وار نمو | **شکل 2.1 ب: جی ڈی پی کی نمو میں حصہ**

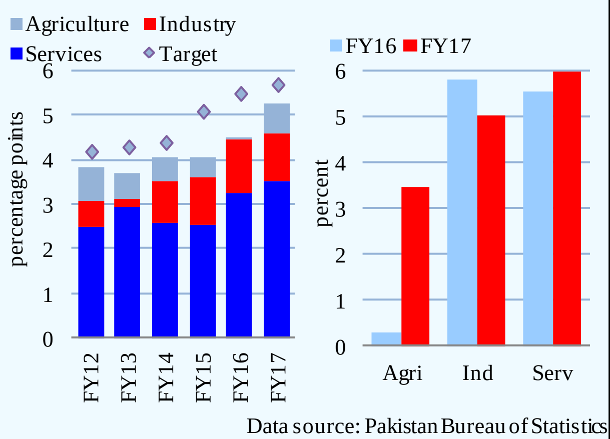

زرعی شعبے نے م س 17ء کے دوران نہ صرف 3.5 فیصد شرح نمو کا ہدف پورا کیا بلکہ (اہم فصلوں کی پیداوار میں وسیع البنیاد بہتری کی بناپر) گذشتہ پانچ سال کی اپنی بلند ترین نمو بھی حاصل کی۔ پالیسی کے نقطہ ٔ نظر سے گندم اور گنّے کی سرکاری قیمت کے تسلسل نے کاشت کاروں کو تحفظ دیا کیونکہ ان فصلوں کے نرخ بین الاقوامی منڈی میں گر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ م س 17ء کے دوران کھاد کا استعمال تیزی سے بہتر ہوا کیونکہ کسان پیکیج کے تحت زرِ اعانت کی بناپر قیمتیں کم ہوگئی تھیں۔[2] نیز قرضے کی سہولت تک آسان رسائی نے اس میں مزید تعاون کیا۔ چنانچہ اہم فصلوں کی پیداوار میں 4.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 5.5 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

زرعی شعبے کے دوبارہ زور پکڑنے کے مثبت اثرات صنعتی شعبے پر بھی پڑے خاص طور پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی پر۔ گنّے کی پیداوار بڑھنے سے ملک میں شکر کی ریکارڈ پیداوار ہوئی جس نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو م س 17ء کے دوران 5.7 فیصد نمو حاصل کرنے میں مدد دی۔[3]

اشیا سازی کی سرگرمیوں کو سرکاری پالیسیوں سے بھی فائدہ پہنچا۔ مثال کے طور پر زرعی شعبے کو سہارا دینے سے دیہی علاقوں میں قوتِ خرید بھی بڑھی۔ مہنگائی کی پست شرح، بڑھتی ہوئی آمدنی، اور مستحکم شرحِ مبادلہ سے حقیقی اجرتوں کو، خصوصاً شہری گھرانوں میں، تقویت ملی۔ اس کے علاوہ بجلی کی بہتر دستیابی سے پائیدار صارفی اشیا (مثلاً برقی مصنوعات) پر سازگار اثرات پڑے، جبکہ (صحت پر اخراجات بڑھنے کی بناپر) صنعتی شعبے کے دواسازی کے زمرے کو سہارا ملا۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں پر اخراجات میں اضافہ معیشت میں تعمیرات اور انفراسٹرکچر سے منسلک سرگرمیوں میں نمو کا باعث بنا جس نے اشیا سازی کے شعبے میں متعلقہ صنعتوں (مثلاً سیمنٹ اور فولاد) کی معاونت کی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو مزید سہارا درآمدی ڈیوٹیوں میں رعایت، اور کم ہوتے ہوئے کارپوریٹ ٹیکسوں سے بھی ملا۔[4]

---

[1] قومی آمدنی حسابات کے مطابق م س 17ء کا جی ڈی پی تخمینہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو کی 4.9 فیصد پیشگوئی پر مبنی ہے۔

[2] کسان پیکیج کے تحت کھاد پر زرِ اعانت کا اعلان اگرچہ نومبر 2015ء میں ہوا تھا، تاہم اس کی فروخت پورے مالی سال کے دوران کم رہی۔ اس کا سبب غالباً یہ تھا کہ کاشت کاروں کو کھاد کے نرخوں میں کمی کی توقع تھی، جبکہ حقیقی کمی اپریل 2016ء میں ہوئی جب حکومت نے خام مال کے طور پر استعمال ہونے والی گیس کے نرخ کم کیے۔

[3] واضح رہے کہ بعض صنعتیں اپنے مخصوص مسائل کی بناپر اچھی کارکردگی نہ دکھا سکیں۔ مثال کے طور پر کھاد کی صنعت کو زرِ اعانت کی اسکیم پر عمل درآمد میں تاخیر کے باعث نقصان اٹھانا پڑا، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی بڑھنے سے سگریٹ کی پیداوار کم ہوگئی، اور اعلیٰ معیار کی موٹر گیسولین کی فروخت کی جانب پیش قدمی نے اس کی پیداواری نمو کو سست کر دیا۔

[4] دیکھیے مالیاتی پالیسی پر باب 4 کا **باکس 4.1**۔

خدمات کے شعبے میں نمو ہدف اور گذشتہ سال کی سطح، دونوں سے آگے نکل گئی۔ شعبہ خدمات کی غیر معمولی کارکردگی کی اہم وجوہات زرعی شعبے میں آنے والی بہتری، اشیا سازی کی پیداوار میں اضافہ، اور تجارت سے متعلق سرگرمیوں کا بڑھنا ہے۔ چنانچہ م س17ء کے دوران جی ڈی پی میں ہونے والی نمو کا تقریباً دو تہائی حصہ اس شعبے سے آیا جس میں تھوک اور خردہ اور مالیات اور بیمہ کے زمرے سب سے آگے رہے۔

جہاں تک اخراجات کا معاملہ ہے تو بلند ملکی اخراجات نے جی ڈی پی میں نمو کو آگے بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ مالیاتی توسیع، پست مہنگائی، آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطح، اور وسیع ہوتے ہوئے متوسط طبقے [5] کی بلند طلب جیسے عوامل نے معیشت میں صارفی اخراجات کو تقویت دی۔

م س17ء میں اگرچہ جی ڈی پی کی نمو 5.3 فیصد رہی جو قابلِ ذکر ہے تاہم یہ وژن 2025ء میں 2018ء اور اس کے بعد کے ہدف سے اب بھی کم ہے جو 8.0 فیصد سے زائد متعین کیا گیا تھا۔ مزید برآں، صَرف کی بنیاد پر جاری نمو کے باعث کارکردگی کے تسلسل پر سوالات اٹھتے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے (1) سرمایہ کاری کی موجودہ شرح اگرچہ بہتر ہو رہی ہے، تاہم تیزی سے بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کی غرض سے پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے یہ تاحال ناکافی ہے، [6] اور (2) نمو کا موجودہ ڈھانچہ، خصوصاً وہ جو صنعتوں کا ہے، کافی برآمدی آمدنی پیدا نہیں کر رہا جو ادائیگیوں کے توازن کی رکاوٹوں کو دور کر سکے، حالانکہ یہ رکاوٹیں مستحکم اور بلند معاشی نمو کی راہ میں سب سے زیادہ حائل ہیں۔ جہاں تک دوسرے نکتے کا تعلق ہے، پالیسی ترغیبات صنعتی اداروں کو عالمی منڈیوں میں مسابقت تلاش کرنے پر آمادہ نہیں کرتیں (**باکس 2.1**)۔ اسی طرح، برآمدی آمدنی میں پائیدار نمو کا حصول بتدریج مشکل ہوتا جا رہا ہے کیوں کہ جی ڈی پی کی بیشتر نمو شعبہ خدمات میں ہو رہی ہے جس کے برآمدی امکانات محدود ہیں۔ چنانچہ نمو کی حکمت عملی میں توجہ اس بات پر دینی چاہیے کہ صنعت اور خدمات دونوں شعبوں میں زیادہ قدر والی برآمدی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری بڑھائی جائے (**باکس 2.3**)۔

باکس 2.1: پاکستان میں صنعتی نمو- آزادروی کی پالیسی کا کردار

پاکستان کا صنعتی شعبہ حالیہ برسوں میں حوصلہ افزا اور وسیع البنیاد نمو حاصل کر چکا ہے۔ اس میں پالیسی ریٹ میں آنے والی کمی اور حکومت کی اُن مسلسل کوششوں کا دخل ہے جو اس نے دیرینہ رکاوٹیں دور کرنے کے لیے کیں۔ ان رکاوٹوں میں بجلی کی ناکافی رسد، اور امنِ عامہ کی ہمت آزما صورت حال شامل ہے۔ دریں اثنا بڑھتے ہوئے ملکی صَرف سے اشیا سازی کے شعبے کی پیداوار بڑھ گئی ہے۔ ان تمام کامیابیوں کے باوجود پاکستان میں صنعتی نمو اپنے علاقائی حریف ملکوں سے اب بھی کم ہے (**شکل 2.1.1**)۔

اگرچہ سرمایہ کاری (نجی اور سرکاری شعبے دونوں کی) کی ناکافی سطح سے بھی ملک میں پست صنعتی نمو کی عکاسی ہوتی ہے، ٹیرف کو آزاد روبنانے کی پالیسیوں کا کردار بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر عمدگی کے ساتھ تیار کی گئی آزادروی کی پالیسی بنیادی طور پر ٹیکنالوجی کی منتقلی کو فروغ دے کر صنعتوں پر مثبت اثر ڈالے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ حاصل ہونے والی کامیابیاں (مثلاً بہتر کارگزاری اور پیداوار میں نسبتاً بڑے کفایتِ حجم کی بنا پر) صنعتی پیداوار کو عالمی منڈیوں میں مسابقتی بنائیں گی۔ تاہم حقیقی صورت حال میں ان میں سے بیشتر کامیابیوں کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ دوسرے ممالک اپنی آزادروی کے اہداف کو کس طرح پورا کرتے ہیں۔ اس تناظر میں ہم نے پاکستان کے صنعتی شعبے میں ٹیرف کی آزادروی کی کوششوں کا جائزہ لے کر اپنے تجربے کا موازنہ علاقائی حریف ملکوں کے ساتھ کیا ہے۔ اس تجزیے سے چند دلچسپ انکشافات ہوئے:

سب سے پہلا یہ کہ آزادروی کی کوششیں پاکستان میں نسبتاً سست رفتار ہیں (**شکل 2.1.2**)۔ اس کا ثبوت یہ حقیقت ہے کہ بھارت، بنگلہ دیش، اور سری لنکا سب نے م س92ء اور م س98ء کے درمیان اپنے اوسط ٹیرف نمایاں طور پر کم کر دیے جبکہ پاکستان نے اس معاملے میں پیش رفت کے لیے نئے ہزاریے کے شروع ہونے کا انتظار کیا۔ اس کے بہت سے مضمرات ہوئے: (الف) ہماری صنعتیں چونکہ حتمی اشیا کی پیداوار کے لیے درآمد شدہ مشینری پر انحصار کرتی ہیں اس لیے بلند ٹیرف کا مطلب ہے کہ لاگت دوسرے علاقائی ملکوں کے مقابلے میں بلند ہوگی، چنانچہ یہ اشیا عالمی منڈیوں میں کم مسابقت کی حامل ہوں گی، (ب) جب م س02ء کے بعد پاکستان نے اپنے صنعتی شعبے کو خاصا آزاد بنا دیا (مثلاً اوسط شرحیں بھارت اور سری لنکا سے کم رکھیں) تب بھی اوّلیت کا فائدہ ہاتھ سے نکل چکا تھا اور بڑی حد تک مارکیٹ ہمارے قریبی حریف ملکوں کے ہاتھوں میں جا چکی تھی اور وہ اسے برقرار رکھے ہوئے تھے۔

---

[5] پاکستان دفتر شماریات کی طرف سے مربوط اخراجات کے گھریلو سروے کے مطابق م س14ء سے م س16ء تک ملک کی دوسری، تیسری اور چوتھی کوارٹائل (quartile) آبادی کی آمدنی بالترتیب 14.5 فیصد، 12.6 فیصد اور 16.1 فیصد بڑھی جو اِس عرصے میں اِن تینوں کوارٹائل کے فی کس اخراجات میں 16.7 فیصد اضافے کا سبب بنی۔

[6] سرمایہ کاری کے اعداد و شمار میں م س17ء کے دوران معمولی سی بہتری آئی، جس کا اہم سبب سی پیک اور انفرا اسٹرکچر کے سرکاری ترقیاتی منصوبوں پر اضافی توجہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پست شرحِ سود کا ماحول نجی شعبے کو قرضوں میں (خصوصاً وہ جو معینہ سرمایہ کاری کے لیے دیے گئے) اضافے کا سبب بنا ہے۔ بہت سی فرمیں اگلے برسوں میں بلند طلب اور بہتر منافع کی توقع کرتے ہوئے استعداد بڑھانے پر سرمایہ لگا رہی ہیں۔ بڑھتی ہوئی سرمایہ کاری مزید نمو کے لیے خوش آئند ہے، تاہم اس کی موجودہ شرح علاقائی ہمسر ملکوں سے بہت نیچے ہے۔

شکل 2.1.1: علاقائی موازنہ:- صنعتی نمو

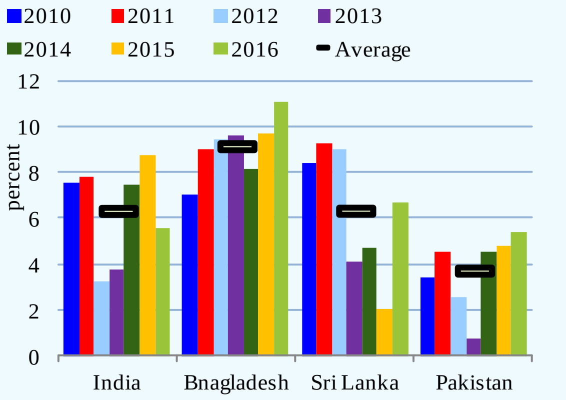

Data source: World Bank

شکل 2.1.2: ٹیرف کی اوسط شرحیں

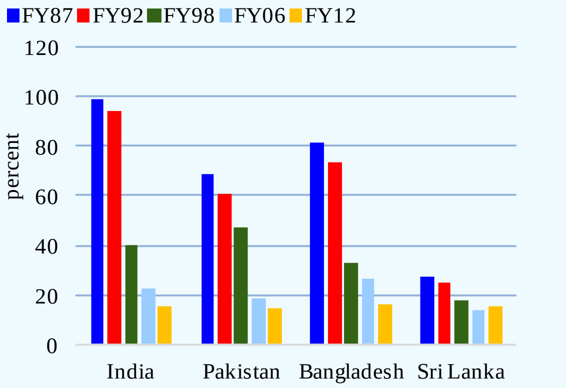

Data source: Trade Polices in South Asia (2004, WB); UNCTAD

شکل 2.1.3: پاکستان کی صنعتوں میں ٹیرف میں فرق کے رجحانات

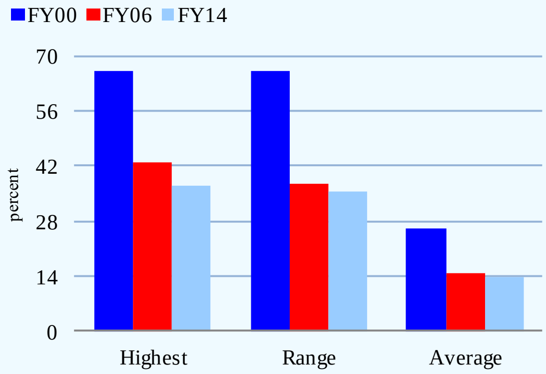

Data source: United Nations Conference on Trade and Development (UNCTAD)

شکل 2.1.4: ٹیرف کے ڈھانچے میں عدم یکسانیت (2014ء)

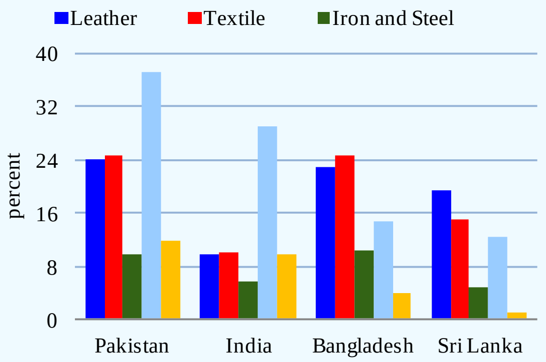

Data source: United Nations Conference on Trade and Development (UNCTAD)

دوسرے، آزادروی کے اقدامات تمام شعبوں میں یکساں طور پر نافذ نہیں کیے گئے (**شکل 2.1.3**)، کئی شعبوں مثلاً ٹیکسٹائل، گاڑیوں، سرامکس، ضروری تیل وغیرہ کو خاصا زیادہ تحفظ دیا گیا۔ چنیدہ صنعتوں میں بلند ٹیرف کے نفاذ کے نتیجے میں ملکی منڈی غیر ملکی مسابقت سے محفوظ ہوگئی۔ اس سے معیشت میں برآمدات مخالف احساسات کو تقویت ملی اور فرمیں طاقتور ملکی طلب کو پورا کرکے پُرکشش منافع کمانے کے قابل ہو گئیں۔ اس سے ملکی منڈی میں غیر معیاری اور ناکارہ پیداوار کی بھی ترغیب ملی (اور معیاری کنٹرول سے توجہ ہٹ گئی)۔ گاڑیوں کی صنعت اس کی ایک عمدہ مثال رہی ہے، اس صنعت میں داخل ہونے میں کئی رکاوٹیں تھیں (حال ہی میں نئی آٹوموٹیو ڈیولپمنٹ پالیسی 2016-2021ء کے اعلان تک یہی صورت حال تھی، نئی پالیسی میں نئے اداروں کو اس شعبے میں آنے کی ترغیب دی گئی ہے) اور ٹیرف بلند تھے، چنانچہ یہ صنعت کفایتِ حجم سے خاصی نیچے کام کرنے پر مجبور تھی۔ اس سے نہ صرف عام صارف کو نقصان ہوا بلکہ مسابقت بھی کم ہوگئی، جس سے اشیا سازوں کے درمیان برآمدات مخالف احساسات مزید قوی ہوگئے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ٹیرف کے ڈھانچے میں عدم یکسانیت کا رجحان علاقائی حریف ملکوں میں بھی دیکھا گیا ہے تاہم پاکستان کے معاملے میں تحفظ کا درجہ نسبتاً بلند رہا ہے (**شکل 2.1.4**)۔

جدول 2.1.1: پاکستان میں ٹیرف میں اضافہ

فیصد

	پہلا مرحلہ	نیم تیار شدہ	تیار
ٹیکسٹائل، ملبوسات، اور چمڑا	8.9	13.1	16.4
تیار شدہ چوبی مصنوعات	7.9	14.5	23.6
کاغذ، طباعت، اور اشاعت	دستیاب نہیں	14.2	30.9
تیار شدہ کیمیکلز، پیٹرولیم، کوئلہ، ربڑ، پلاسٹک	7.5	19.5	18.5
تیار شدہ غیر دھاتی معدنیات (ماسوائے پیٹرولیم)	7.5	8.7	15.5
بنیادی دھاتی صنعتیں، تیار شدہ دھاتی مصنوعات	5.0	22.3	21.3
مشینری اور آلات	11.2	10.7	16.6
دیگر اشیا سازی	دستیاب نہیں	13.5	14
تیاری کا مرحلہ	5.0	8.8	18.7
پراسیسنگ کے مرحلوں کے لحاظ سے سادہ اوسط ٹیرف (فیصد)	**9.0**	**11.3**	**17.3**

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی بینک (2006ء): پاکستان- نمو اور برآمدی مسابقت

آخری، اور سب سے اہم بات یہ کہ ٹیرف کے ڈھانچے کا نفاذ بھی غیر متناسب تھا، خام مال اور وساطتی مواد کے مقابلے میں مکمل تیار مصنوعات کو زیادہ سخت کنٹرولز کا سامنا کرنا پڑتا تھا (**جدول 2.1.1**)۔ اس طرح پیداواری شعبوں میں "پست اضافۂ قدر" کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیرف کا غیر متوازن ڈھانچہ مستحکم بیک ورڈ روابط (جیسا کہ اس بات سے ظاہر ہے کہ صنعتی

شعبہ درآمد شدہ وساطتی اشیائے سرمایہ پر بھاری انحصار کرتا ہے) کا ارتقا محدود کر دیتا ہے جبکہ تیار شدہ مصنوعات کو زیادہ تحفظ دینے سے بیرونی مسابقت گھٹ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بڑھتے ہوئے ٹیرف کا ڈھانچہ ایس ایم ای شعبے کے لیے خاص کر نقصان دہ ہے کیونکہ یہ شعبہ بنیادی طور پر نیم تیار اور وساطتی اشیا کی تیاری پر توجہ دیتا ہے۔

ماضی پر نظر ڈالی جائے تو یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ نیم آزاد، غیر یکساں، اور بڑھتے ہوئے ٹیرف کے ڈھانچے سے صنعتی شعبے کی نہ صرف برآمدی سمت میں انحراف آیا بلکہ اس ڈھانچے سے معیشت میں مستحکم بیک ورڈ روابط کے بننے میں رکاوٹ پڑی تو یہ شعبہ درآمدات پر انحصار کرنے لگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کو ایسی صنعتی پالیسی تیار کرنے پر توجہ دینی ہوگی جو کم مداخلت کرے (کسی شعبے کو تحفظ) اور زیادہ سہولت دے تاکہ پائیدار بنیادوں پر وسیع البنیاد نمو کے لیے جدت طرازی کو مہمیز دی جائے۔

2.2 زراعت

بحیثیت مجموعی زرعی شعبے میں مستحکم بحالی آئی، م س17ء میں اس میں 3.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال محض 0.3 فیصد کی واجبی نمو ہوئی تھی (**جدول 2.1**)۔ اہم فصلوں کی متاثر کن بحالی سے اس کارکردگی کی وضاحت ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ ایک قابلِ ذکر کارنامہ ہے کیونکہ اہم فصلوں کا زیرِ کاشت رقبہ کم ہوا ہے، اور پانی کی دستیابی بھی توقع سے کم رہی ہے۔ تمام فصلوں کی یافت میں اضافہ ہوا جس کا بڑا سبب کھاد کے استعمال میں نمایاں اضافہ، حکومت کا تعاون (مثال کے طور پر کھاد پر زرِ اعانت، گندم اور گنّے کے پُرکشش سرکاری نرخ، اور کیڑے مار دواؤں پر کم ٹیکس) تھا جس سے اہم فصلوں کی پیداوار نمایاں طور پر بڑھی۔ گلّہ بانی سے مزید سہارا ملا (جو زراعت میں سب سے بڑا ذیلی شعبہ ہے) جس نے اپنی گذشتہ سال کی 3.4 فیصد نمو زیرِ جائزہ سال میں بھی برقرار رکھی۔

سرکاری قیمت کی پالیسی کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے، گندم اور گنّے دونوں کی کارکردگی دورانِ سال متاثر کُن رہی۔ زرِ اعانت نے اگرچہ کاشتکاروں کو اُن کی فصلوں کی پست بین الاقوامی قیمتوں کے اثرات سے بھی بچایا ہے، تاہم طویل مدّت تک اس پالیسی پر عمل کرنا دشوار ہوگا۔ درحقیقت ملک میں پہلے ہی گندم اور گنّے کے ذخائر بتدریج بڑھنے لگے ہیں۔ ایسا اُس وقت ہو رہا ہے جب پاکستان میں فصل کی یافت بین الاقوامی نشانیے سے کافی پیچھے ہے۔[7]

جدول 2.1: زرعی شعبے کی کارکردگی

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

	م س17ء کی جی ڈی پی میں حصہ	نمو		زرعی نمو میں حصہ	
		م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
فصل	7.3	-5.0	3.0	-2.0	1.1
اہم فصلیں	4.7	-5.5	4.1	-1.4	1.0
دیگر فصلیں	2.2	0.6	0.2	0.1	0.0
کاٹن جننگ	0.5	-22.1	5.6	-0.7	0.1
گلہ بانی	11.4	3.4	3.4	1.9	2.0
جنگل بانی	0.5	14.3	14.5	0.3	0.3
ماہی گیری	0.4	3.2	1.2	0.1	0.0
مجموعی	19.5	0.3	3.5		

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

فصلوں کا شعبہ

1991ء کے بعد م س17ء میں پہلی بار یہ دیکھنے میں آیا کہ تمام اہم فصلوں میں ایک سال کے دوران مثبت نمو ہوئی۔ خاص طور پر گنّا اور مکئی کی پیداوار ریکارڈ سطح پر جا پہنچی، اور کپاس کی فصل بھی گذشتہ سال کی کم پیداوار کے مقابلے میں بحال ہوئی (**جدول 2.2**)۔ ان تین فصلوں میں یہ بہتری، جو اہم فصلوں میں مجموعی طور پر 47.2 فیصد کی حصہ دار ہے، فصل کے شعبے میں متاثر کن بحالی کا سبب بنی۔ تاہم دیگر فصلیں (بنیادی طور پر تیل کے بیج، دالیں، مصالہ جات، پھل اور سبزیاں) توقع سے کم رہیں جبکہ اس گروپ کی اہم فصلیں (مثلاً جَو، پیاز، اور آلو) اپنے ہدف سے خاصی دور رہیں۔

م س17ء کے دوران زرعی خام مال کی دستیابی بھی سازگار رہی۔ یوریا اور ڈی اے پی پر حکومت کی طرف سے قابلِ قدر تعاون نے ملکی منڈی میں ان کے نرخ کم کر دیے چنانچہ ان کی فروخت بالترتیب 15.1 فیصد اور 24.1 فیصد بڑھ گئی (**جدول 2.3**)۔[8] مزید برآں، یہ پالیسی کاشت کاروں کو ربیع کے دوران کھاد کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں سے تحفظ دلانے میں خاصی کامیاب رہی۔[9]

---

[7] مثال کے طور پر 2010ء سے 2014ء تک گنّے، چاول، گندم اور مکئی کی فصلوں کی عالمی اوسط یافت پاکستان میں ہونے والی یافت سے 20 فیصد سے بھی زائد رہی۔

[8] حکومت نے ڈی اے پی پر 300 روپے فی 50 کلوگرام تھیلا نقد زرِ اعانت فراہم کی۔ یوریا پر زرِ اعانت 390 روپے فی 50 کلوگرام تھیلا تک تھی (اس میں 50 روپے کی وہ کمی بھی شامل ہے جو ملکی مینوفیکچررز نے رضاکارانہ طور پر کی، جی ایس ٹی 17 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کیا گیا تھا جس سے 184 روپے کا فائدہ ہوا، اس کے علاوہ 156 روپے کی نقد زرِ اعانت تھی)۔ اس زرِ اعانت کے باعث یوریا اور ڈی اے پی کے نرخوں میں 21.4 فیصد اور 23.8 فیصد کمی واقع ہوئی۔ حکومت نے این پی، این پی کے، اور ایس ایس پی پر بھی زرِ اعانت کی اجازت دی۔ حکومت نے سبسڈی اسکیم پر بجٹ میں 28 ارب روپے مختص کیے تھے تاہم اصل اخراجات اس سے بڑھ گئے۔

شکل 2.2 الف: زرعی قرضوں میں نمو | **شکل 2.2 ب: زرعی قرضوں میں نمو میں حصہ**

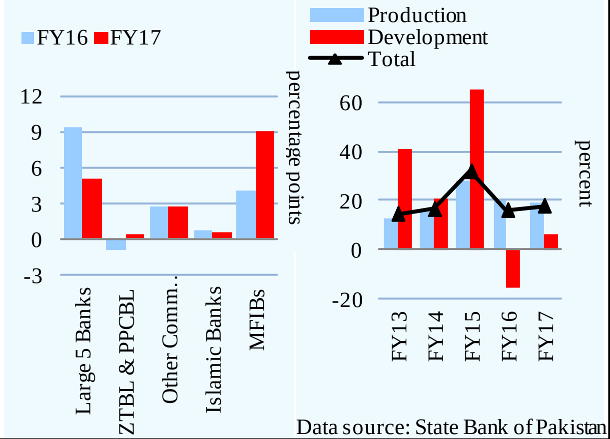

Data source: State Bank of Pakistan

دوسری طرف پانی کی دستیابی کم ہوگئی، خاص طور پر ربیع کی فصلوں میں۔ ربیع کے ابتدائی سیزن میں طویل خشک موسم کے سبب پانی کی دستیابی گذشتہ سال کی نسبت نمایاں طور پر یعنی 9.8 فیصد کم ہوگئی۔[10] تاہم اس کے شدید اثرات پوٹھوہار کے خطے تک محدود رہے جہاں فصلوں کو مٹّی میں کم نمی کا نقصان ہوا، البتہ آبپاشی کے علاقوں میں پانی کی قلت پر قابو پانے کے لیے کاشت کاروں کو زمین سے پانی نکالنا پڑا۔ اس کے برعکس خریف کی فصلوں کے لیے پانی اطمینان بخش تھا، کیونکہ پانی کی فراہمی گذشتہ سال کے مقابلے میں 9 فیصد بڑھ گئی۔

زرعی قرضے میں نمو کا سلسلہ جاری رہا، م س17ء میں یہ 17.8 فیصد (106.2 ارب روپے) بڑھ گیا، جبکہ گذشتہ برس اضافہ 16.0 فیصد (82.4 ارب روپے) ہوا تھا۔ اس حوصلہ افزا کارکردگی کی وجہ زرعی قرضے میں خردمالکاری اداروں کی شمولیت کی بنا پر خردمالکاری بینکوں اور اداروں کی طرف سے ہونے والی متاثر کن پیش رفت ہے (**شکل 2.2 الف اور ب**)۔

ایک اور حوصلہ افزا تبدیلی یہ تھی کہ ترقیاتی مقصد (مثلاً ٹریکٹر کی خریداری، ٹیوب ویل، زرعی مشینری اور اراضی کی بہتری) کے لیے مالکاری بحال ہوئی۔ ایسے قرضے م س17ء میں 6 فیصد بڑھ گئے جبکہ م س16ء میں ان میں 15.6 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ مزید برآں پیداواری قرضے بھی، جو کاشت کاروں کی قلیل مدتی ضروریات مثلاً بیج، کھاد اور کیڑے مار دواؤں کے لیے دیے جاتے ہیں، 18.8 فیصد بڑھ گئے، جبکہ گذشتہ سال ان میں 20.1 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.2 الف اور ب**)۔

جدول 2.2: اہم فصلوں کی کارکردگی

	م س15ء	م س16ء	م س17ء	نمو م س16ء	نمو م س17ء
رقبہ ہزار ہیکٹر میں					
کپاس	2,961	2,902	2,489	-2.0	-14.2
چاول	2,891	2,739	2,724	-5.3	-0.5
گنّا	1,141	1,131	1,217	-0.9	7.6
گندم	9,204	9,224	9,052	0.2	-1.9
مکئی	1,142	1,191	1,334	4.3	12.0
پیداوار ہزار ٹن میں، کپاس کی ہزار گانٹھیں					
کپاس	13,960	9,917	10,671	-29.0	7.6
چاول	7,003	6,801	6,849	-2.9	0.7
گنّا	62,826	65,482	73,607	4.2	12.4
گندم	25,086	25,633	25,750	2.2	0.5
مکئی	4,937	5,271	6,130	6.8	16.3
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر)					
کپاس	802	582	730	-27.4	25.4
چاول	2,422	2,483	2,514	2.5	1.2
گنّا	55,062	57,897	60,482	5.1	4.5
گندم	2,726	2,779	2,845	1.9	2.4
مکئی	4,323	4,426	4,595	2.4	3.8

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

چاول

م س17ء کے دوران چاول کی فصل میں 0.7 فیصد (6.9 ملین ٹن) واجبی نمو ہوئی، زیرِکاشت رقبے میں کمی کے اثرات کو بلند یافت نے بخوبی زائل کر دیا (**جدول 2.2**)۔ زیرِکاشت رقبے میں کمی کا یہ مسلسل دوسرا سال ہے، تاہم م س16ء کے برعکس، جب چاولوں کی زیرکاشت اراضی میں کمی تمام اقسام کے چاولوں کے لیے ہوئی تھی، م س17ء کے دوران غیر باسمتی (مثلاً اری) چاول کا زیرکاشت رقبہ خصوصاً پنجاب میں کم ہوا۔

پنجاب میں چاول کی کاشت کے رجحانات دلچسپ ہیں۔ مثال کے طور پر غیر باسمتی چاول کا زیرِکاشت رقبہ گذشتہ پانچ سال میں تقریباً آدھا رہ گیا ہے، جبکہ باسمتی چاول کا زیرِکاشت رقبہ اس عرصے کے دوران 36 فیصد (351

[9] ستمبر 2016ء تا مارچ 2017ء یوریا اور ڈی اے پی کے بین الاقوامی منڈی میں نرخ بالترتیب 20 فیصد اور 8 فیصد بڑھ گئے۔ اس کے مقابلے میں یوریا کے ملکی نرخ مستحکم رہے اور ڈی اے پی کے گر گئے۔

[10] ربیع 17-2016ء کے دوران پانی کی دستیابی 29.7 ملین ایکڑ فٹ رہی جبکہ گذشتہ سال کے اسی سیزن میں یہ 32.9 ملین ایکڑ فٹ رہی تھی۔

ہزار ہیکٹر) بڑھ چکا ہے۔[11] جنوبی اضلاع (مثلاً ساہیوال، ملتان، ڈیرہ غازیخان اور بہاولپور) میں باسمتی کا حصہ بڑھ رہا ہے، جبکہ گوجرانوالہ اور لاہور میں (جو روایتی طور پر باسمتی چاول کا گڑھ رہے ہیں) گھٹ رہا ہے۔ کپاس کی فصل کو حالیہ برسوں میں بار بار جو نقصانات اٹھانے پڑے، ان کی بنا پر جنوبی اضلاع کا چاول کی طرف مائل ہونا قابلِ فہم ہے۔

کپاس

کپاس کی فصل نمایاں طور پر بہتر ہوئی، م س 17ء میں اس کی پیداوار 10.8 ملین گانٹھوں تک جا پہنچی جو ایک سال پہلے 9.9 ملین تھیں (جب کیڑوں کے حملے سے فصل خراب ہوگئی تھی)۔ یہ کارکردگی اس لیے بھی قابلِ تعریف ہے کہ کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ 14.2 فیصد کم ہوگیا تھا۔ رقبہ کم ہونے کی وجہ کیڑوں کے حملے کا خدشہ اور م س 17ء کے ابتدائی مہینوں میں پست نرخ تھے، چنانچہ کاشت کاروں کا رُخ زیادہ نفع بخش فصلوں (مثلاً مکئی، چاول اور گنّا) کی طرف ہوگیا۔ تاہم بعد کے مہینوں میں پُرکشش قیمتوں نے مزید کسانوں کو مائل کیا اور فصل کو کیڑوں کے حملے سے بچانے کے لیے انہیں زیادہ خام مال کے استعمال پر راغب کیا، چنانچہ یافت میں اضافہ ہوگیا۔ اس سے قطع نظر، کپاس کی فصل تاحال دباؤ میں لگتی ہے کیونکہ م س 16ء سے گذشتہ تین برسوں کی اوسط سالانہ پیداوار 13.3 ملین گانٹھ رہی ہے، جبکہ حالیہ پیداوار میں خاصی کم آئی ہے۔

گندم

گندم کی پیداوار م س 17ء میں 0.5 فیصد بڑھ کر 25.8 ملین ٹن تک جا پہنچی۔ ربیع سیزن کے نصف اول کے دوران بارانی علاقوں میں کم بارشوں کے سبب گندم کی فصل کو نقصان پہنچا، تاہم آبپاشی والے علاقوں میں عمدہ کارکردگی نے اس نقصان کی بخوبی تلافی کردی۔ پُرکشش سرکاری قیمتوں کی بنا پر خاص طور پر اضافی رقبہ گندم کے زیرِ کاشت آگیا، جبکہ کاشت کاروں کو گذشتہ ربیع کے مقابلے میں زیادہ کھاد استعمال کرنے کی ترغیب ملی۔[12]

جدول 2.3: کھاد کا استعمال

ملین ٹن

		خریف	ربیع	مجموعہ
یوریا	2016ء	2.4	4.9	7.3
	2017ء	2.7	5.6	8.3
	نمو	**12.5**	**14.3**	**13.7**
ڈی اے پی	2016ء	0.4	1.9	2.3
	2017ء	0.7	2.3	3.0
	نمو	**75.0**	**21.1**	**30.4**

ڈیٹا کا ماخذ: نیشنل فرٹیلائزر ڈیولپمنٹ سینٹر

م س 17ء مسلسل چوتھا سال تھا جب گندم کی فصل 25 ملین ٹن سے آگے بڑھ گئی۔ ملکی استعمال کم اور فصل زیادہ ہونے سے گذشتہ برسوں میں گندم کے ملکی ذخائر میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے جو جون 2017ء تک ریکارڈ 5.7 ملین ٹن تک جا پہنچے ہیں (جون 2014ء میں یہ ذخائر صرف 1.2 ملین ٹن تھے) (**شکل 2.3**)۔ بہتر فصل ہونے اور رواں سیزن میں خریداری کا بڑا ہدف (7.05 ملین ٹن) مقرر کرنے کی بنا پر توقع ہے کہ م س 18ء میں یہ ذخائر مزید بڑھیں گے۔

اتنی بلند سطح کے ذخائر رکھنے پر بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ حکومت نے چونکہ سرکاری نرخ اونچے رکھے ہیں، خاص طور پر ایسے وقت میں جب عالمی نرخ چند سال سے مسلسل گر رہے ہیں، چنانچہ اضافی گندم کو خسارہ برداشت کیے بغیر عالمی منڈی میں پہنچانا بھی دشوار امر ہے۔ اس کے علاوہ غیر فروخت شدہ گندم کے ذخائر اگر کچھ عرصے سے بڑھتے جارہے ہیں تو ان کی خریداری کے لیے حاصل کردہ واجب الادا قرضے بھی بڑھ رہے ہیں۔[13] زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ پالیسی چیلنج مستقبل میں بھی برقرار رہنے کا امکان ہے، کیونکہ گندم برآمد کرنے والے بڑے ملکوں میں اچھی فصل ہونے کی بنا پر گندم کی عالمی قیمتیں آئندہ بھی پست رہنے کی توقع ہے۔

گنّا

م س 17ء میں گنّے کی پیداوار 12.4 فیصد بڑھ کر ریکارڈ بلندی 73.6 ملین ٹن تک جا پہنچی۔ گذشتہ چھ سال میں یہ پہلا موقع تھا کہ گنّے کی پیداوار میں نمو دوہندسی ہوگئی۔ اس بہتری کا سبب نسبتاً زیادہ زیرِ کاشت رقبہ اور اس کے ساتھ ساتھ بہتر یافت بھی تھی۔ کپاس کی متواتر پست قیمتوں (اور کیڑوں کے بار بار حملوں) اور موسموں میں

[11] غیر باسمتی رقبہ م س 13ء میں 716.3 ہزار ہیکٹر تھا جو م س 17ء میں 383.6 ہزار ہیکٹر رہ گیا۔

[12] حکومت نے م س 17ء کے لیے گندم کی سرکاری قیمت 1350 روپے فی 40 کلوگرام تھیلا برقرار رکھی حالانکہ گندم کی عالمی قیمتیں کم ہوئیں۔

[13] گندم کی خریداری کے واجب الادا قرضے م س 17ء میں بڑھ کر 600 ارب روپے ہوگئے جو ایک عشرہ قبل صرف 100 ارب روپے تھے۔

نمایاں تبدیلی، جس کا اظہار شدید بارشوں سے ہوتا ہے، نے کاشتکاروں کو گنّے کی فصل کی طرف مائل کیا جو نسبتاً سخت جان ہونے کے علاوہ مستحکم پیداوار لاتی ہے اور منافع بھی دیتی ہے۔[14] اس کے علاوہ بعض شوگر ملوں کی دوسرے علاقوں کو منتقلی اور ان کی استعداد بڑھنے سے بھی کاشت کاروں کی دلچسپی میں اضافہ ہوا۔

علامتی قیمتیں پُرکشش سطح پر رکھنے کی پالیسی کے سبب گذشتہ پانچ سال میں گنّے کی پیداوار 25 فیصد بڑھ چکی ہے، چنانچہ اسی لحاظ سے شکر کی صنعتی پیداوار بھی بڑھی ہے۔ شکر کا ملکی استعمال چونکہ معتدل رفتار سے بڑھ رہا ہے چنانچہ غیر فروخت شدہ اضافی شکر کے ملکی ذخائر بڑھنے لگے ہیں (**شکل 2.4**)۔ یہ اضافی شکر تب تک برآمد نہیں کی جا سکتی جب تک حکومت اس کے لیے بھاری زرِ اعانت نہ دے، گنّے کی بلند علامتی قیمتوں کے سبب یہ صنعت عالمی منڈی میں غیر مسابقتی بن گئی۔

شکل 2.3: گندم کے ذخائر اور قیمتوں کا فرق

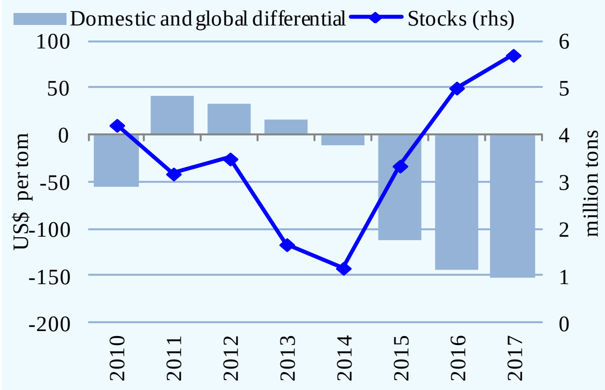

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and World Bank

شکل 2.4: شکر کے ذخائر اور قیمتوں کا فرق

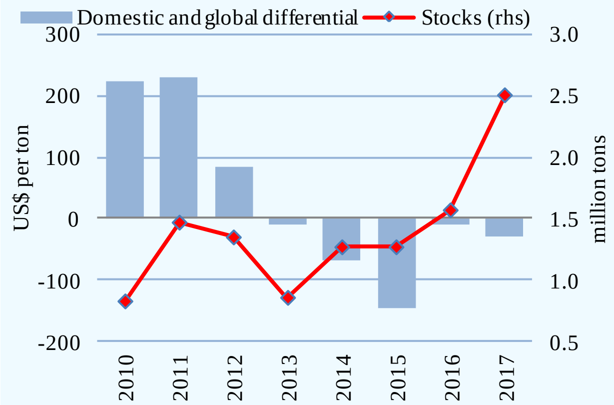

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and World Bank

مکئی

مکئی کی پیداوار م س 17ء میں بڑھ کر 6.1 ملین ٹن ہو گئی جو 16.3 فیصد نمو ہے جبکہ گذشتہ سال 6.3 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اگرچہ فصل کی یافت 3.8 فیصد بڑھی تاہم زائد پیداوار کا بڑا سبب نسبتاً زائد زیرِ کاشت رقبہ تھا (12 فیصد اضافی)۔

مکئی کی 80 فیصد سے زائد پیداوار پنجاب میں ہوتی ہے، اور اس کا 70 فیصد سے زائد پنجاب کے وسط مشرقی اضلاع میں مرتکز ہے (مثلاً قصور، اوکاڑا، پاک پتن، ساہیوال اور وہاڑی)۔ ان اضلاع کی خصوصیت یہ ہے کہ بقیہ پنجاب کے مقابلے میں یہاں مکئی کی فی ہیکٹر پیداوار 69.3 فیصد زائد ہوتی ہے۔ زمین کی زرخیزی کے علاوہ جس چیز نے یہاں پیداوار بڑھائی ہے وہ بیج کے تحقیقی اداروں کی سرگرمیاں ہیں جنہوں نے ان علاقوں میں مکئی کے کاشت کاروں کے ساتھ مل کر بیج کی نئی اقسام تیار کی ہیں۔ مکئی کے بیجوں کی منڈی میں کرگل، مونسانتو، آئی سی آئی، رفحان، اور پائنیر جیسے اداروں نے اثر ورسوخ بڑھا لیا ہے۔ اس علاقے میں کاشت کے لیے مکئی کو ترجیح دینے کا سبب یہاں مکئی کی عمدہ یافت ہے جس سے بلند منافع ہوتا ہے۔ ان اداروں کا دائرہ کار پھیلنے سے مزید کاشت کار ان کے ساتھ مل گئے جس سے پنجاب کے وسط مشرقی اضلاع مکئی کا مضبوط گڑھ بن گئے۔

چنانچہ ان اضلاع میں بتدریج مکئی روایتی نقد آور فصلوں (جیسے کپاس اور گنّا) کی جگہ لے رہا ہے (**جدول 2.4**)۔ گنّے کی کاشت سے گریز قابلِ فہم ہے کیونکہ شوگر ملوں نے بہتر منافع کی تلاش میں عموماً جنوب کا رخ کیا ہے۔ اسی طرح کپاس کے نرخوں میں اتار چڑھاؤ، موسمی حالات سے بلند حساسیت اور کیڑوں کے وقتاً فوقتاً حملوں نے اس علاقے کے کاشت کاروں کو کپاس سے ہٹا کر مکئی کی کاشت کی طرف راغب کیا ہو گا۔

[14] صوبائی حکومتیں کچل کاری کے ہر سیزن کے آغاز پر گنّے کی علامتی قیمت مقرر کر دیتی ہیں جو خریدار اور فروخت کار دونوں کے لیے نشانیے کا کام کرتی ہے۔ گنّے کی موجودہ قیمت تقریباً 4,500 روپے فی ٹن ہے جو تین سال سے برقرار ہے۔

2.3 صنعت

صنعتی شعبے کی نمو م س17ء میں 5.0 فیصد رہی جو سالانہ ہدف 7 فیصد سے کم ہے (**شکل 2.5**) ۔ اس کا بنیادی سبب کان کنی اور کوہ کنی میں (جاری منصوبوں کے مکمل نہ ہونے سے) آنے والی کمی ہے (قدرتی گیس میں کمی کی وجہ سے، جو شعبہ کان کنی میں تقریباً 66 فیصد حصہ رکھتی ہے) ، اس کے علاوہ ذیلی شعبوں بجلی کی پیداوار اور تقسیم اور گیس کی تقسیم میں کمی بھی سبب بنی (**جدول 2.5**)۔ گذشتہ سال ان ذیلی شعبوں نے صنعتی نمو کو مہمیز دی تھی اور صنعتی کارکردگی میں تقریباً ایک تہائی حصہ ڈالا تھا۔ اسی طرح تعمیرات میں نمو معتدل ہوگئی، تاہم یہ متوقع بھی تھا کیونکہ گذشتہ سال اس میں 14.6 فیصد کی طاقتور نمو ہو چکی تھی۔ اس کے برخلاف اشیا سازی کو گذشتہ سال کے مقابلے میں نمایاں بہتری ملی (خصوصاً بڑے پیمانے کی اشیا سازی کو، اگرچہ شکر کی بلند پیداوار حاوی رہی جس نے نمو میں تقریباً نصف حصہ ڈالا)۔

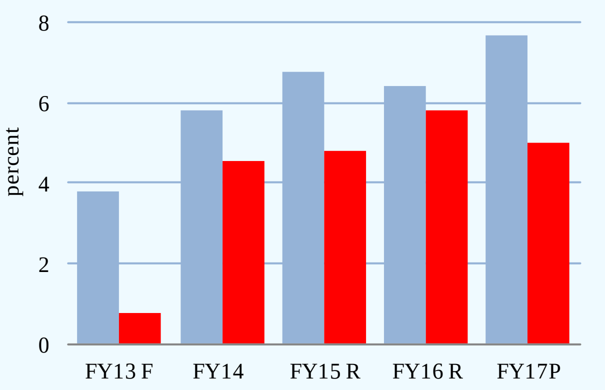

شکل 2.5: صنعت میں نمو

F=Final, R=Revised, P=Provisional
Data source: Pakistan Economic Survey

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

مالی سال 17ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 5.7 فیصد نمو ہوئی جو پچھلے دس سال کی بلند ترین نمو ہے، جبکہ گذشتہ سال 3.1 فیصد ہوئی تھی۔[15] زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ نمو وسیع البنیاد ہے، کیونکہ کئی صنعتوں نے (مثلاً ٹیکسٹائل، خوراک، پیٹرولیم مصنوعات، کاغذ، برقی مصنوعات، دوا سازی، اور فولاد) اس سال بہتر کارکردگی دکھائی۔ تاہم بڑا فرق شکر سازی نے پیدا کیا جس نے م س17ء کے دوران 37.8 فیصد کا زبردست اضافہ درج کیا جو گنّے کی ریکارڈ فصل کی عکاسی کرتا ہے (**جدول 2.6**)۔ شکر کو چھوڑ کر بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو م س17ء کے دوران گذشتہ برس کی طرح 3.4 فیصد رہی۔

بحیثیت مجموعی اشیا سازی کی سرگرمیوں کو بجلی کی بہتر رسد، پست شرحِ سود، سلامتی کی بہتر صورتحال، اور تعمیرات اور انفراسٹرکچر پر زیادہ اخراجات کا فائدہ پہنچا۔ بعض شعبوں میں سازگار اقتصادی ماحول کے باوجود کمی یا سکڑاؤ آیا جس کی متعدد ضوابطی نوعیت کی وجوہات ہیں (مثال کے طور پر چمڑے، اور سگریٹ) ، اور بعض شعبوں (کھاد، نباتی گھی اور خوردنی تیل، اور کیمیکل) میں رسدی پہلو سے رکاوٹیں حائل تھیں۔

جدول 2.4: خریف کی فصل میں استعمال ہونے والے رقبے کا تناسب (پنجاب کا وسط مشرق) [1]

فیصد

	مکئی	کپاس	چاول	گنّا
م س07ء	21.4	39.3	28.3	11.0
م س11ء	26.9	37.5	27.5	8.1
م س17ء	46.1	19.7	27.9	6.3

ڈیٹا کا ماخذ: کراپ رپورٹنگ سروس پنجاب

[1] پنجاب کے وسط مشرق میں اوکاڑا، ساہیوال، پاک پتن، وہاڑی اور قصور کے اضلاع شامل ہیں۔

گاڑیاں

گاڑی سازی کی صنعت میں گذشتہ سال آنے والا تحرک جاری رہا، م س17ء میں اس کی نمو 11.2 فیصد رہی۔ یہ کارکردگی اس لحاظ سے قابلِ تعریف ہے کہ 'اپنا روزگار اسکیم' کے اختتام کے نتیجے میں ہلکی کمرشل گاڑیوں (ایل سی وی) کے زمرے میں 32.3 فیصد کی تیز رفتار کمی آگئی تھی (جبکہ گذشتہ مالی سال کے اسی عرصے میں 27.1 فیصد نمو ہوئی تھی)۔ ایل سی وی کی پیداوار میں کمی کے ان اثرات کو مسافر گاڑیوں، ٹریکٹر، ٹرک، اور بسوں کی عمدہ کارکردگی نے زائل کرنے میں مدد دی۔

[15] اشیا سازی کا کوانٹم اشاریہ، اساسی سال م س06ء کے ساتھ، جون 2017ء میں 139.4 تک پہنچ چکا ہے۔ یعنی بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں گذشتہ 11 سال میں 39.4 فیصد مجموعی نمو ہوئی ہے۔

جدول 2.5: صنعت میں نمو
نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

		نمو		نمو میں حصہ	
	حصہ	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
صنعت	**20.9**	**5.8**	**5.0**	**5.8**	**5.0**
کان کنی اور کوہ کنی	2.9	6.9	1.3	1.0	0.2
اشیا سازی	13.4	3.7	5.3	2.4	3.4
بڑے پیمانے کی	10.7	2.9	4.9	1.6	2.5
چھوٹے پیمانے کی	1.8	8.2	8.2	0.7	0.7
مذبح	0.9	3.6	3.6	0.2	0.2
بجلی سازی اور تقسیم، اور گیس کی تقسیم	1.8	8.4	3.4	0.7	0.3
تعمیرات	2.7	14.6	9.0	1.7	1.1

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گاڑیوں کی مالکاری کے لیے پست شرح سود کے ماحول کے علاوہ جس چیز نے جیپوں اور کاروں میں (جو گاڑیوں کے شعبے میں بلند ترین حصہ رکھتی ہیں) صارفین کی دلچسپی کو برقرار رکھنے میں مدد دی وہ مقبول عام گاڑیوں کے نئے ماڈلوں کی آمد تھی۔ بڑے شہری علاقوں میں آن لائن کیب سروس کی آمد نے مسافر گاڑیوں کی طلب کو مزید مہمیز دی۔ چنانچہ اس زمرے کی پیداوار اور فروخت میں م س17ء کے دوران بالترتیب 5.4 فیصد اور 4.0 فیصد اضافہ ہوا (**جدول 2.7**)۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹریکٹر کی پیداوار کا معاملہ بھی گذشتہ سال کی نسبت الٹ گیا، گذشتہ سال ٹریکٹر کی پیداوار 28.6 فیصد گر گئی تھی، تاہم م س17ء کے دوران کاشت کاروں کی بہتر قوتِ خرید، زرعی قرضوں میں اضافے اور سیلز ٹیکس میں کمی کے سبب اس میں 54.6 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔[16] آخری بات یہ کہ تعمیرات اور انفراسٹرکچر سے متعلق سرگرمیوں میں پیش رفت سے ٹرکوں اور بسوں کے بننے کی تعداد بڑھ گئی (اس زمرے میں بالترتیب 36.1 فیصد اور 4.5 فیصد نمو ہوئی)۔

مستقبل میں طلب اور رسد دونوں پہلوؤں کے عوامل اس شعبے میں نمو کی رفتار کو طاقتور رکھیں گے۔ بڑھتی ہوئی آمدنی، بینکوں سے آسان قرضوں کی دستیابی، اور موٹرائزیشن کی پست شرح طلب بڑھانے میں مدد دے گی۔[17] جہاں تک رسد کا تعلق ہے، اس شعبے کو حکومت پنجاب کی مجوزہ "اور نج کیب اسکیم" سے فائدہ مل سکتا ہے جس کے تحت بیروزگار نوجوانوں میں 50 ہزار کاریں تقسیم ہوں گی۔ مزید تعاون حال میں متعارف کرائی گئی کرولا فیس لفٹ کے ساتھ ڈی باٹل نیکنگ[18] سے ملے گا جو پیداواری استعداد کے حوالے سے تشویش دور کرے گی۔ نئے اداروں کی آمد سے اور غیر ملکی سرمایہ کاری آنے سے گاڑی سازی کی صنعت میں مستحکم بنیادوں پر نمو کی رفتار کو برقرار رکھنے میں بھی مدد ملے گی۔[19]

برقی مصنوعات

ملک میں گھریلو برقی آلات کی طلب بڑھنے کی وجوہات بجلی کی بہتر دستیابی اور پائیدار مصنوعات کے لیے صارف کی بڑھتی ہوئی خواہش (جس میں بڑھتی ہوئی قوتِ خرید کا بھی اثر شامل ہے) ہیں۔ جہاں تک رسد کا تعلق ہے، شرحِ مبادلہ میں استحکام اور خام مال (مثلاً فولاد اور تانبا) کی نسبتاً پست قیمتوں نے اشیا سازوں کو سازگار کاروباری ماحول میں پیداوار بڑھانے کی ترغیب دی۔[20]

[16] کاشت کاروں کی قوتِ خرید فصلوں کی مستحکم قیمتوں اور خام مال کے پست نرخوں کے سبب بہتر ہوئی، جبکہ م س17ء کے وفاقی بجٹ میں ٹریکٹر پر جنرل سیلز ٹیکس 10 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر دیا گیا۔

[17] پاکستان کی موٹرائزیشن کی سطح پست یعنی فی ہزار افراد 18 ہے، جبکہ عالمی اوسط 341 ہے (ماخذ: بورڈ آف انویسٹمنٹ پاکستان)۔

[18] انڈس موٹرز کی ڈی باٹل نیکنگ سے سالانہ استعداد میں تقریباً دس ہزار یونٹوں کا اضافہ متوقع ہے۔

[19] حکومت نے کیا۔ لکی موٹرز پاکستان لمیٹڈ (جو پاکستان میں 190 ملین ڈالر کی سرمایہ کاری لائے گا)، نشاط گروپ (164 ملین ڈالر)، اور یونائیٹڈ موٹرز پرائیویٹ لمیٹڈ کو (18.1 ملین ڈالر) اجازت دی ہے کہ وہ گرین فیلڈ انویسٹمنٹ کے زمرے کے تحت گاڑیوں کی اسمبلی اور مینوفیکچرنگ کے کارخانے لگائیں، جبکہ بھاری کمرشل گاڑیاں بننے والی معروف سویڈش کمپنی 'اسکینیا' مقامی ڈسٹری بیوٹرز کے ذریعے اپنے پریمیم ٹرک، ٹریکٹر، بس اور کوچ لانے کے لیے تیار ہے۔

[20] برقی مصنوعات کی صنعت کے خام منافع کی شرح م س17ء میں اوسطاً 20 فیصد بڑھ گئی۔

اس کے نتیجے میں م س 17ء کے دوران برقی مصنوعات کی صنعت میں تیزی سے بحالی آئی اور اس نے 21.6 فیصد نمو حاصل کی جبکہ م س16ء میں اسے 1.8 فیصد کمی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بلحاظ پائیدار صارفی مصنوعات حالیہ کارکردگی کافی وسیع البنیاد ہے، جس میں ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، اور ایئر کنڈیشنر، تمام میں دوہندسی نمو ہوئی (**شکل 2.6**)۔

پاکستان میں برقی مصنوعات کی پیداواری نمو میں ماضی میں کافی تغیرات آتے رہے ہیں، تاہم مذکورہ بالا عوامل میں تسلسل کے علاوہ بہتر زرعی کارکردگی کے سبب دیہی علاقوں کی آمدنی میں مستحکم اضافے سے مستقبل میں فروخت بڑھ سکتی ہے اور اس زمرے میں پائیدار نمو لانے میں مدد مل سکتی ہے۔

دوا سازی

دواسازی میں م س 17ء کے دوران 9.1 فیصد نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ سال 6.7 فیصد رہی تھی۔ دواؤں کی برآمد م س10ء سے تیزی سے کم ہورہی ہے، چنانچہ یہ کارکردگی حوصلہ افزا ہے (**شکل 2.7**)۔

نمو میں اس اضافے کی وضاحت کئی عوامل سے ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر مستحکم شرحِ مبادلہ (یعنی خام مال کی قیمتوں کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت میں کمی) ، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت صحت پر زیادہ اخراجات، جعلی اور غیر معیاری دواؤں کے خلاف (خصوصاً پنجاب میں) چھاپے[21]، اور نئی مصنوعات کی آمد (جیسے پنجاب میں روٹا وائرس ویکسین متعارف کرائی گئی)۔

صوبائی حکومتوں کی جانب سے صحت پر اخراجات کے لیے مختص رقم میں 80 فیصد اضافے کے بعد دوائی مصنوعات کی طلب م س18ء میں طاقتور رہنے کا امکان ہے۔[22] رسدی پہلو سے، ملکی ادارے جعلی مصنوعات پر چھاپوں کے بعد تحقیق و ترقی پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں، چنانچہ مستقبل میں مزید نئی مصنوعات کی آمد متوقع ہے۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں نمو

نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

		سال بسال نمو		نمو میں حصہ	
	وزن	م س16ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	3.1	5.7		
ٹیکسٹائل	20.9	0.4	0.8	0.12	0.23
سوتی دھاگہ	13.0	1.4	0.7	0.26	0.12
سوتی کپڑا	7.2	0.2	0.4	0.02	0.04
پٹ سن مصنوعات	0.3	-41.3	8.1	-0.14	0.02
خوراک	12.4	0.6	11.5	0.12	2.33
شکر	3.5	-0.7	37.8	-0.05	2.50
سگریٹ	2.1	-14.6	-35.8	-0.34	-0.69
نباتی گھی	1.1	4.8	5.7	0.06	0.08
خوردنی تیل	2.2	3.7	3.2	0.13	0.11
مشروبات	0.9	6.4	10.4	0.17	0.29
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-2.6	2.8	-0.17	0.17
فولاد	5.4	-9.3	20.5	-0.36	0.70
غیر دھاتی معدنیات	5.4	10.0	4.4	1.03	0.49
سیمنٹ	5.3	10.1	4.5	1.03	0.49
گاڑیاں	4.6	16.1	11.2	0.93	0.73
جیپ اور کار	2.8	17.6	5.4	0.52	0.18
کھاد	4.4	13.9	1.7	0.77	0.10
دواسازی	3.6	6.7	9.1	0.54	0.76
کاغذ	2.3	-1.5	7.2	-0.05	0.24
برقی مصنوعات	2.0	-1.8	21.6	-0.03	0.35
کیمیکلز	1.7	8.1	-2.3	0.19	-0.06
کاسٹک سوڈا	0.4	22.5	-0.6	0.09	0.00
چرمی مصنوعات	0.9	6.9	-16.5	0.13	-0.32
بڑے پیمانے کی اشیاسازی ماسوا شکر	66.8	3.4	3.4	--	--

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول 2.7 : گاڑیوں کی صنعت کی کارکردگی

نمو

		م س16ء		م س17ء	
	وزن	پیداوار	فروخت	پیداوار	فروخت
ٹریکٹر	0.5	-28.6	-27.4	54.6	61.8
ٹرک	0.21	40.3	33.8	36.1	35.1
بس	0.16	86.1	78.7	4.5	11.1
جیپ اور کار	2.82	17.6	19.4	5.4	4.0
ہلکی کمرشل گاڑیاں	0.33	27.1	29.3	-32.3	-33.4
اسکوٹر / موٹر سائیکل	0.61	78.0	77.2	20.7	20.0

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور پاکستان آٹوموٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن

[21] ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (ڈی آر اے پی) نے م س17ء میں جعلی اور نقلی دواؤں کے خلاف مہم چلائی جس کے دوران ملک بھر میں سیکڑوں دکانیں، اور معیارات کی پابندی نہ کرنے والے دواساز کارخانے بند کرائے گئے۔

[22] نئے اسپتالوں کے لیے وزیراعظم کے پروگرام (فیز- I) کے لیے 8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں، 46 دیگر اسپتالوں کی تعمیر کے لیے 1.3 ارب روپے رکھے گئے ہیں، اور ای پی آئی کے تحت پولیو پر قابو پانے کے لیے تقریباً 7.6 ارب روپے مخصوص کیے گئے ہیں۔

سیمنٹ

برآمدات میں مسلسل کمی کے باوجود سیمنٹ کی پیداوار م س17ء کے دوران 4.5 فیصد اضافے سے 37.1 ملین ٹن تک جا پہنچی (م س16ء میں 10.1 فیصد اضافہ ہوا تھا)، جس کا سبب مقامی طور پر زائد خریداری ہے (**جدول 2.6**)۔

شکل 2.6: برقی مصنوعات، ذیلی زمروں میں نمو

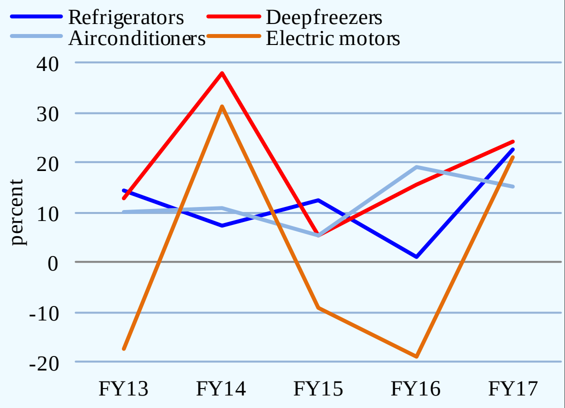

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.7: دواؤں کی پیداوار اور برآمد میں نمو

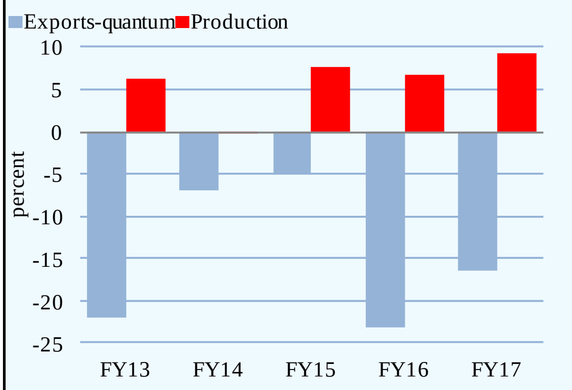

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

بیرونی لحاظ سے سیمنٹ درآمد کرنے والے ملکوں کی جانب سے اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے نفاذ، اور علاقائی پیداکنندگان کی طرف سے سخت مسابقت کے باعث برآمدات میں مسلسل کمی ہو رہی ہے (**جدول 2.8**)۔ [23,24] یہ صنعت بلند ملکی طلب اور ملکی فروخت پر پُرکشش منافع کے باعث پیداوار میں نمو کو برقرار رکھنے کے اب بھی قابل ہے۔ [25]

جدول 2.8: سیمنٹ کی فروخت

	فروخت میں حصہ	سال بسال نمو			
	م س17ء	م س14ء	م س15ء	م س16ء	م س17ء
ملکی فروخت	**88.4**	**4.3**	**8**	**17**	**8**
پنجاب اور کے پی کے	69.6	6.5	8.2	15.4	7.7
سندھ اور بلوچستان	15.3	-5.2	6.5	24.9	9.5
برآمد	**11.6**	**-2.8**	**-11.6**	**-18.4**	**-20.6**
افغانستان	4.3	-17	-21.4	-15.1	-29.6
بھارت	3.1	40.5	2.8	42.5	26.3
بقیہ ممالک	4.2	9.1	-4.7	-32.7	-30.6
مجموعی نمو		**2.5**	**3.3**	**9.8**	**3.7**

ڈیٹا کا ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرز ایسوسی ایشن

سیمنٹ کی صنعت کو کفایتِ حجم سے فائدہ ہو رہا ہے (استعداد کے بلند استعمال کے سبب)، جبکہ کوئلے کی بین الاقوامی قیمتیں بھی (جو اہم ترین خام مال ہے)، کم ہیں۔ [26] اس کے علاوہ مزید کارگزاری کے حصول کی کوششیں متعلقہ اداروں کی طرف سے جاری ہیں، مثلاً ذیلی مصنوعات کو بجلی کے ذریعے کے طور پر استعمال کرنا، ویسٹ ہیٹ ریکوری (ڈبلیو ایچ آر) یونٹوں کی تنصیب، فضلے سے نکالے گئے ایندھن (آر ڈی ایف)، اور ٹائروں سے نکالے گئے ایندھن (ٹی ڈی ایف) کی تنصیبات۔ [27] یہ بات دلچسپ ہے کہ بھاری ملکی طلب اور سیمنٹ کی پیداواری لاگت میں کچھ کمی کے سبب سال کے دوران سیمنٹ ساز ادارے عمدہ منافع کماتے رہے۔ [28]

---

23 چین میں تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی آنے سے وہاں کے سیمنٹ ساز ادارے اپنا اضافی مال عالمی منڈی میں لانے پر مجبور ہوئے۔ چینی اداروں کو کفایتِ حجم کا بڑا فائدہ حاصل ہے، چنانچہ وہ پاکستانی اداروں کو سخت مسابقت دے رہے ہیں۔ مزید برآں، ایران پر سے پابندیوں کے خاتمے کے بعد سے سیمنٹ کی برآمدی منڈی میں اس کی واپسی کی راہ ہموار ہوئی ہے اور اس کے پاس کافی اضافی استعداد بھی ہے۔ درحقیقت پاکستانی ادارے افغانستان کی منڈی میں کافی حصہ ایرانی سیمنٹ ساز اداروں کے ہاتھوں کھو چکے ہیں۔

24 مثال کے طور پر افریقی ملکوں کو سیمنٹ برآمدات میں کمی کا سبب اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز (15 سے 70 فیصد تک) کا نفاذ ہے۔

25 برآمدی فروخت کے مقابلے میں ملکی فروخت نسبتاً زیادہ منافع بخش ہے کیونکہ 20 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی نہیں دینی پڑتی اور باربرداری کے اخراجات نہیں ہوتے۔

26 آسٹریلوی کوئلے کے نرخ 80 ڈالر فی میٹرک ٹن سے کم رہے جو اگرچہ گذشتہ سال سے بلند ہیں تاہم دو سال پہلے کے نرخوں سے نمایاں طور پر کم ہیں۔

27 سیمنٹ بنانے والے تقریباً تمام اداروں نے ڈبلیو ایچ آر یونٹس نصب کرا لیے ہیں جن سے توانائی کی لاگت 10 فیصد سے زائد گھٹ جاتی ہے۔

28 حال ہی میں ملک کے شمالی علاقوں کے سیمنٹ ساز اداروں نے اپنے نرخ تقریباً 10 سے 25 روپے فی 50 کلوگرام گھٹا دیے ہیں۔ غالباً اس کا سبب افغانستان کو برآمد میں کمی اور استعداد میں اضافہ ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سیمنٹ ساز ادارے مستحکم ملکی طلب کی توقع پر استعداد بڑھانے پر بھاری سرمایہ لگا رہے ہیں (60 فیصد اضافی استعداد حاصل کر کے) (**جدول 2.9**)۔ جو عوامل ملکی طلب کو مستحکم رکھیں گے ان میں یہ شامل ہیں: مجموعی طور پر سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کی مختص رقم میں اضافہ جس میں برقابی منصوبوں (مثلاً دیامیر، بھاشا، سکی کناری) کے لیے زیادہ رقم رکھی گئی ہے، سی پیک کے تحت انفراسٹرکچر کے بڑے منصوبے، اور نجی شعبے میں ہاؤسنگ کے جاری بڑے بڑے منصوبے۔[29] اس کے ساتھ ساتھ سیمنٹ ساز ادارے برآمدات بڑھانے کے لیے نئی منڈیاں بھی تلاش کر رہے ہیں (مثلاً فلپائن، قطر، یمن اور سری لنکا)۔

جدول 2.9 : سیمنٹ کی صنعت میں توسیع

کمپنی	توسیع (میٹرک ٹن)	سرمایہ کاری ملین ڈالر (اندازاً)	تکمیل کا سال
لکی	3.0	270	م س17ء
اے سی پی ایل	1.1	120	م س17ء
سی ایچ سی سی	4.7	315	م س17ء–م س19ء
ڈی جی کے سی	2.6	200	م س18ء
فیٹکو	1.0	100	م س18ء
غریب وال	2.4	200	م س18ء
بیسٹ وے	1.8	190	م س19ء
پی آئی او سی	2.4	245	م س19ء
پاور	2.5	235	م س19ء
ایم ایل سی ایف	2.3	225	م س19ء
کے او ایچ سی	2.3	125	م س19ء

ڈیٹا کا ماخذ: کمپنیوں کے حسابات / پاکستان اسٹاک ایکس چینج کے نوٹسز

فولاد

فولاد کی پیداوار تیزی سے بحال ہوئی اور م س17ء کے دوران اس میں 20.5 فیصد کی طاقتور نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال 9.3 فیصد کی آئی تھی۔ چین کی فولاد کی مصنوعات پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کا نفاذ، بڑھتی ہوئی طلب (**شکل 2.8**)، بجلی کی بہتر دستیابی، اور خام مال (اسکریپ) کی سازگار قیمتوں نے کفایتِ حجم بڑھانے میں مدد دی اور منافع بہتر بنایا۔[30]

اس صنعت کے لیے امکانات حوصلہ افزا ہیں کیونکہ منسلک صنعتوں، مثلاً گاڑیوں (خصوصاً دو / تین پہیوں والی گاڑیاں جو فولاد جیسے خام مال کی رسد کے لیے زیادہ تر ملکی فروخت کاروں پر انحصار کرتی ہیں)، اور تعمیرات (جس میں انفراسٹرکچر پر بھاری اخراجات سے فولادی پائپوں اور دیگر متعلقہ تعمیراتی مصنوعات کی طلب بڑھ جائے گی) میں طاقتور نمو متوقع ہے۔ اس کے علاوہ آمدنی بڑھنے کا رجحان پائیدار صارفی اشیا (جن کے لیے فولاد وساطتی مواد کی حیثیت رکھتا ہے) کی فروخت پر براہِ راست اثر ڈالے گا۔ مستقبل میں طلب بڑھنے کا اندازہ کرتے ہوئے (**شکل 2.8**)، فولاد ساز ادارے استعداد بڑھانے پر بھاری سرمایہ لگا رہے ہیں۔[31]

شکل 2.8: فولاد کے شعبے کی حرکیات

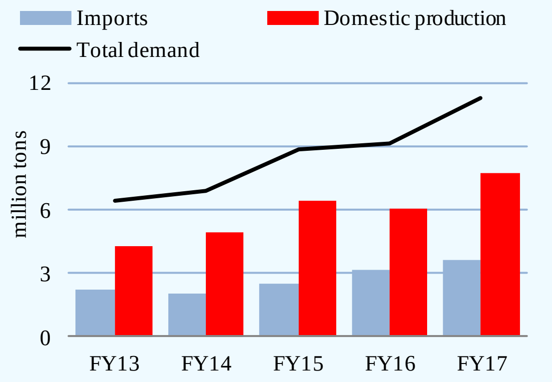

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.9: کھاد کی ملکی پیداوار میں نمو

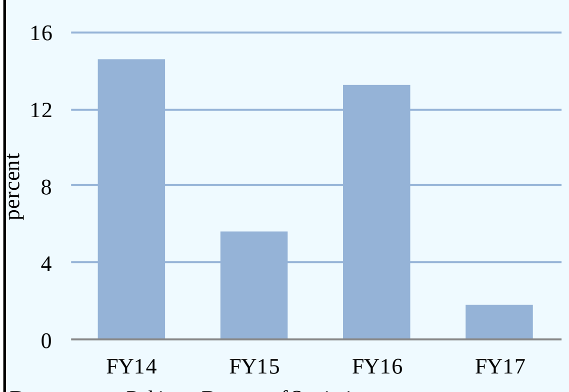

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[29] کم لاگت والے پچاس ہزار مکانات کی مجوزہ اسکیم سے 0.6 سے 0.7 ملین ٹن کی اضافی طلب پیدا ہونے کا امکان ہے۔

[30] فروری 2017ء کے اوائل میں نیشنل ٹیرف کمیشن نے فولاد کی مصنوعات (مثلاً گیلونائزڈ اسٹیل کوئل اور شیٹ) کی درآمد پر 6 سے 40.5 فیصد تک اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی نافذ کر دی۔

[31] انٹرنیشنل اسٹیلز اپنی استعداد 0.4 ملین ٹن بڑھا کر 1.0 ملین ٹن کر رہا ہے، عائشہ اسٹیل ایس ایل بھی اپنی پیداواری استعداد کو دگنا کر رہا ہے، جبکہ مغل اسٹیل اپنی موجودہ re-bar تنصیبات کی جگہ 0.43 ملین ٹن کا پلانٹ لانے کے علاوہ 0.3 ملین کی گرڈر تنصیبات لا رہا ہے۔

کھاد

کھاد کی صنعت میں م س 17ء کے دوران سست روی آئی کیونکہ گذشتہ سال کے بقیہ بھاری ذخائر کی بنا پر پیداواری نمو محض 1.7 فیصد رہ گئی جو م س 16ء میں 13.9 فیصد تھی (شکل 2.9)۔ ملکی طلب میں مستحکم بحالی کے باوجود ایسا ہوا، یہ بحالی ملکی فروخت پر زرِاعانت کا نتیجہ تھی۔[32] اگرچہ گذشتہ سال کے 14.3 فیصد سکڑاؤ کے مقابلے میں اس سال کھاد کا استعمال 35.8 فیصد بڑھ گیا تاہم یہ بھی اضافی ذخائر میں کمی کے لیے ناکافی تھا۔

شکل 2.10: گنے کا استعمال

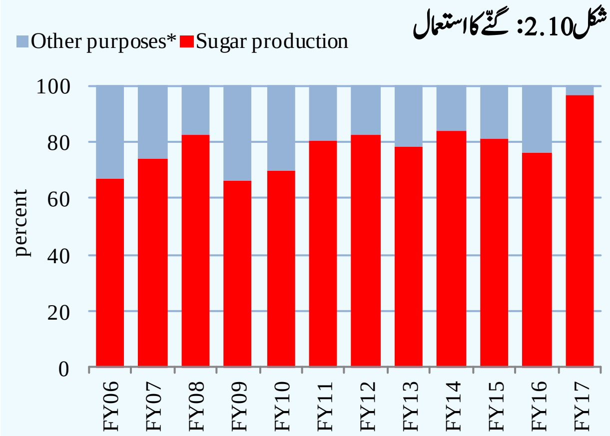

*Caculated as residual
Data source: Pakistan Sugar Mills Association

کھاد کے اضافی ذخائر کو برآمد بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ پیداوار پر بلند لاگت کے سبب اس کھاد کو بین الاقوامی منڈی میں مسابقت نہیں مل سکتی۔ اگرچہ حکومت نے برآمدی زرِ اعانت کی پیشکش کی تاہم اس اعلان میں تاخیر اور ترسیل میں بعض رکاوٹوں کی بنا پر (مثلاً بھاری لوڈنگ اور شپمنٹ کے لیے ناکافی سہولتیں) یہ صنعت حکومت کے اعلان کردہ برآمدی الاؤنس کا فائدہ نہیں اٹھا سکی (م س 17ء کے دوران صرف 14 فیصد الاؤنس کے مساوی مقدار برآمد کی جاسکی)۔

مستقبل میں جو چیزیں کھاد کے شعبے کو فائدہ پہنچاتی رہیں گی ان میں درآمد شدہ ایل این جی کی دستیابی، بینک سے سستے قرضے، اور بعض کارخانوں کو گیس کی رسد پر رعایت بہ اعتبار نرخ شامل ہیں۔ اس صنعت کو زرِاعانت اسکیم میں حالیہ بہتری سے بھی فائدہ پہنچے گا جسے زیادہ شفاف بنادیا گیا ہے اور جس پر عملدرآمد زیادہ موثر کیا گیا ہے۔[33] ان تمام مثبت پیش رفت کے باوجود کھاد کی صنعت کے لیے امکانات کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ آیا زرعی شعبہ اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھ پاتا ہے یا نہیں، کیونکہ برآمدات کے راستے ترسیلی رکاوٹوں کے سبب مسدود ہیں۔

خوراک

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی مجموعی کارکردگی میں خوراک کے شعبے نے تقریباً 40 فیصد حصہ ڈالا، اس شعبے کی نمو م س 17ء میں نمایاں اضافے کے ساتھ 11.5 فیصد ہوگئی

شکل 2.11 : منتخب زمروں میں نمو- غذائی شعبہ

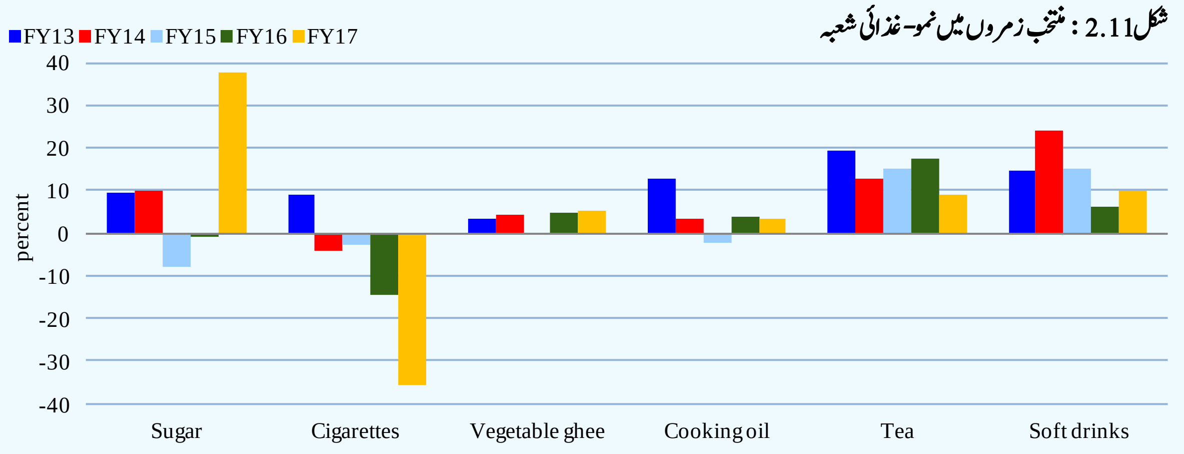

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[32] وفاقی حکومت نے قیمتیں گھٹانے کی غرض سے مختلف کھادوں پر جنرل سیلز ٹیکس کی شرح کم کردی ہے۔ نیز، یوریا کے نرخ 1400 روپے فی تھیلا سے کم رکھنے کے لیے حکومت نے فی تھیلا 100 روپے نقد زرِاعانت بھی فراہم کی۔ یہ اسکیم م س 18ء میں بھی نافذ رہے گی۔

[33] وزارتِ خزانہ نے زرِاعانت کی تقسیم کا عمل بہتر بنادیا ہے، کیونکہ کمپنیوں کو زرِاعانت کے دعووں کی وصولی میں بہت زیادہ تاخیر کا سامنا تھا۔

جبکہ م س16ء میں محض 0.6 فیصد ہوئی تھی۔ اس بحالی میں شکر کی صنعت سر فہرست رہی، ریکارڈ پیداواری اعداد و شمار کے ساتھ اس کی شرح نمو 37.8 فیصد رہی۔

شکر کی پیداوار میں اس زبردست نمو کے کئی اسباب ہیں۔ کاشت کاروں کے پہلو سے انہیں واضح سرکاری نرخ ملے جس کے باعث انہوں نے اپنا گنّا کچل کاری کے لیے ملوں کو زیادہ سے زیادہ فروخت کیا۔[34] اس کے علاوہ بعض شوگر ملوں نے اپنا محل وقوع بدلا جس سے متعلقہ کاشت کاروں کے لیے گنّا ملوں تک پہنچانے کے اخراجات کم ہوگئے۔ شوگر ملوں کے نقطۂ نظر سے، بینک کے کم لاگت قرضوں کی بہتر دستیابی سے ان کے لیے سیالیت کی صورت حال بہتر ہوگئی چنانچہ وہ کاشت کاروں کو جلد ادائیگی کرنے کے قابل ہوگئے۔[35] مزید برآں، شکر کی بحالی کی شرحیں گذشتہ دس سال کے دوران مسلسل بہتر ہورہی ہیں، کیونکہ کاشت کار گنّے کی وہ اقسام اگانے لگے ہیں جن میں زیادہ شکر موجود ہوتی ہے۔ ان تمام مثبت پیش رفت کے باوجود شکر کا پیداواری حجم غیر معمولی طور پر بلند ہے کیونکہ اس میں تقریباً 38 فیصد اضافہ ہوا جو کہ گنّے کی فصل میں ہونے والے 12.4 فیصد اضافے سے کہیں زیادہ ہے۔[36]

پاکستان شوگر ملز ایسوسی ایشن کے مطابق م س17ء کے دوران مجموعی طور پر 71.4 ملین ٹن گنّے کی کچل کاری ہوئی جو شرحِ استعمال کے لحاظ سے اس سال تقریباً 97 فیصد ہے (**شکل 2.10**)۔ چنانچہ صرف 2.2 ملین ٹن گنّا دیگر مقاصد کے لیے بچ رہا (مثلاً بیجوں کے لیے، یا گُڑ اور رس نکالنے کے لیے) جو ماضی کے رجحانات سے خاصی کم مقدار ہے۔ درحقیقت شکر سازی کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے گنّے کا استعمال گذشتہ دس سال کے دوران 10 سے 17 ملین ٹن کے درمیان رہا ہے۔[37]

گذشتہ چند برسوں کے دوران مشروبات کی صنعت میں استعداد بڑھانے کا جو سلسلہ جاری تھا اس کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں، گذشتہ سال مشروبات کی پیداوار 6.4 فیصد بڑھی تھی جو م س 17ء میں 10.4 فیصد بڑھی۔ پیداوار بڑھنے کے ساتھ ساتھ ملکی منڈی میں مستحکم طلب بھی جاری رہی جس میں بڑھتی ہوئی آمدی کا بھی اثر شامل ہوچکا ہے۔[38]

سگریٹ کی صنعت کو اُس وقت دھچکا پہنچا جب م س 17ء کے بجٹ میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ کیا گیا (**شکل 2.11**) جس سے جعلی اور اسمگل شدہ سگریٹ کی فروخت بڑھی۔ اس کے نتیجے میں ملکی پیداوار 35.8 فیصد سکڑ گئی جبکہ گذشتہ سال اس میں 14.6 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

شکل 2.12 : خوردنی تیل کی ملکی پیداوار میں نمو اور پام آئل کے عالمی نرخ

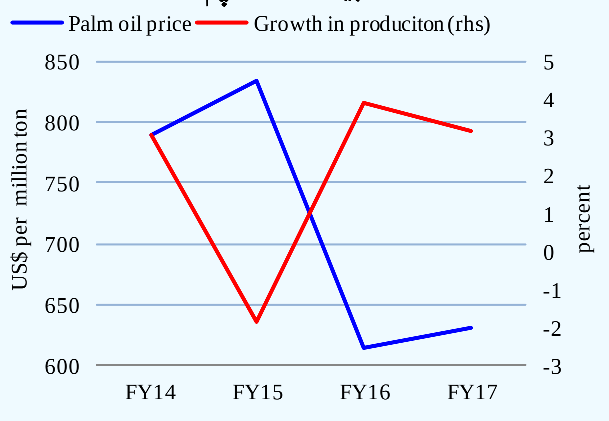

Data source: Pakistan Bureau of Statistics and Bloomberg

م س17ء کے دوران نباتی گھی اور خوردنی تیل کی پیداوار میں نمو گذشتہ سال سے معمولی سی کم رہی جس کا اہم سبب گذشتہ برسوں کے دوران جمع ہونے والے ذخائر ہیں۔ خاص طور پر عالمی منڈی میں م س16ء کے دوران (اہم خام مال) پام آئل کے نرخوں میں تیزی سے کمی نے مینوفیکچررز کو ترغیب دی کہ وہ خام مال کی بڑی مقدار درآمد کرلیں، چنانچہ اس تیل کی پیداوار بڑھنے سے گذشتہ سال کے دوران اس کے ذخائر بڑھ گئے (**شکل 2.12**)۔

34 گنّے کے کاشت کاروں کا منافع اس لیے بھی بڑھ گیا کہ انہیں خام مال خصوصاً کھاد رعایتی نرخوں پر ملی۔

35 نومبر تا اپریل م س17ء کے دوران شکر سازی کے شعبے نے 146.4 ارب روپے کے قرضے حاصل کیے جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے کے دوران 87.2 ارب روپے کے قرضے لیے تھے۔

36 گنّے کی فصل 12.4 فیصد نمو کے ساتھ 73.6 ملین ٹن کی تاریخی بلندی پر جا پہنچی تاہم شکر کی جو پیداوار م س16ء میں 5.1 ملین ٹن تھی وہ زیرِ جائزہ سال میں 7.1 ملین ٹن ہوگئی۔

37 گُڑ کی پیداوار میں اضافے کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ م س17ء کے دوران اس کی برآمد میں 33 فیصد اضافہ ہوا۔

38 ایچ آئی ای ایس سروے کے مطابق ہوٹل اور الکحل سے پاک مشروبات پر اوسط اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ ایک اوسط گھرانے کے مجموعی صَرف میں غذائی اشیا کا حصہ 40 فیصد کے لگ بھگ ہے۔

نمو میں کمی کی ایک اور وجہ پہلی تین سہ ماہیوں کے دوران پام آئل کے عالمی نرخوں میں اتار چڑھاؤ بھی ہے جس نے مینوفیکچرنگ کے فیصلوں کے حوالے سے غیر یقینی کیفیت کو بڑھادیا۔ تیل اور گھی کے کئی کارخانوں میں کام معطل رہنے سے بھی پیداوار مزید کم ہوگئی۔[39]

کیمیکلز

ملک میں تعمیرات اور منسلکہ صنعتوں کی مسلسل طاقتور طلب کے باوجود م س17ء کے دوران کیمیکلز کی پیداوار 2.3 فیصد کم ہوئی (گذشتہ سال 8.1 فیصد اضافہ ہوا تھا) ۔ اس شعبے کی مستحکم نمو میں بڑی رکاوٹ نیفتھا کریکر پلانٹ کی مسلسل عدم موجودگی (اور نتیجے میں درآمدی کیمیکلز پر اس صنعت کا بھاری انحصار) ہے۔[40]

چمڑے اور ٹیکسٹائل کے شعبوں میں محدود نمو نے بھی کیمیکل صنعت کی کارکردگی پر اثر ڈالا ہے کیونکہ ان دونوں شعبوں کے مینوفیکچررز اپنے پیداواری پراسیس (مثلاً کلینزنگ اور ٹریٹمنٹ کے لیے سوڈاایش کا استعمال) میں کیمیکل مصنوعات کو بطور خام مال استعمال کرتے ہیں۔

شکل 2.13: پیٹرولیم مصنوعات کی ملکی پیداوار اور فروخت

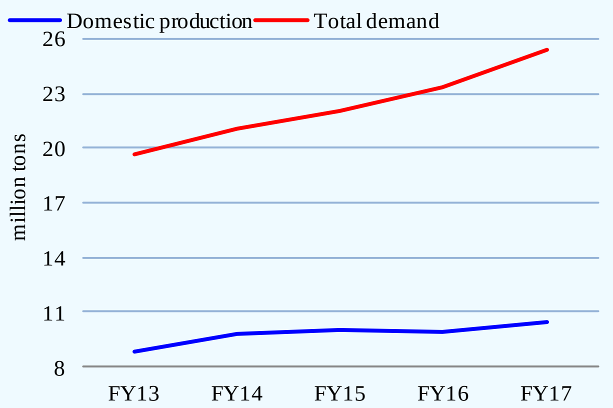

Data source: Oil Companies Advisory Council

اس صنعت کے لیے چیلنج م س17ء میں نسبتاً سستی درآمدات کی بنا پر بڑھ گئے۔ دراصل چین کی تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی اس خطے میں کلورین کے بڑے ذخائر کے اکٹھا ہونے کا سبب بن رہی ہے جس کے باعث نہ صرف پورے ایشیا میں کیمیکل کی قیمتیں نیچے آرہی ہیں بلکہ ملکی منڈی میں درآمدات کے ذریعے ان کی رسد بڑھ رہی ہے۔[41] اس کے ساتھ ساتھ پیٹروکیمیکلز کی قیمتوں میں کمی بھی پیداوار کی حوصلہ شکنی کررہی ہے۔

ٹیکسٹائل:

ٹیکسٹائل کے شعبے نے اپنی کارکردگی میں واجبی اضافہ کرتے ہوئے م س17ء میں 0.8 فیصد نمو حاصل کی جبکہ گذشتہ برس 0.4 فیصد نمو ہوئی تھی۔ برآمدات کے جامد رہنے کا ازالہ طاقتور ملکی طلب سے ہوتا رہا۔[42] حکومت کے برآمداتی پیکیج نے ٹیکسٹائل شعبے کی کارکردگی پر اثر ڈالنا شروع کردیا ہے، تاہم، یہ اثر توقع سے سست ہے۔ یہ بات اجاگر کی جانی چاہیے کہ ٹیکسٹائل اداروں کی طرف سے پی ایم آر میں مناسب سرمایہ کاری کرکے، اضافۂ قدر کی حامل مصنوعات پر توجہ دے کر، اور عملی کارگزاری کو بہتر بنانے پر توجہ دے کر ہی مصنوعات کی برآمد کے امکانات کو وسعت دی جاسکتی ہے اور اس کی کارکردگی کو مستحکم بنیادوں پر مہمیز دی جاسکتی ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ ٹیکسٹائل نے م س17ء کے دوران پی ایم آر کے مقاصد کے لیے بھی قرضہ لیا(مزید تفصیل کے لیے **دیکھیے باب 3**)۔

ذیلی شعبے پٹ سن نے گذشتہ سال کے برعکس کارکردگی دکھائی اور 8.1 فیصد نمو حاصل کی جبکہ م س16ء میں 41.3 فیصد کی زبردست کمی آئی تھی۔ بنگلہ دیش نے اپنی پیداوار میں نقصان اٹھانے کے بعد پٹ سن کے خام مال کی درآمد پر م س16ء کے دوران جو پابندی لگائی تھی وہ پاکستانی مینوفیکچررز کے پیداواری دورانیے پر م س17ء کے

[39] نومبر 2016ء کے دوران پنجاب فوڈ اتھارٹی نے بہت سے خوردنی تیل اور گھی کے برانڈز کو تعفّن (ناگوار بو)، وٹامن اے کی غیر موجودگی، اور مصنوعی فلیور اور دیگر تیزابی اجزا کی شمولیت کی بنا پر انسانی صحت کے لیے ناقص قرار دیا تھا۔

[40] نیفتھا ایک اہم فیڈ ہے جسے پی وی سی سمیت مختلف پولیمرز (مثلاً کوئلے کی گیسی فکیشن میں) کی تیاری میں استعمال کیا جاتا ہے جسے پاکستان میں درآمد کرنا پڑتا ہے۔ پاکستان کیمیکل مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کے مطابق ملک میں ایسے اولین کارخانے کے قیام کے لیے، منصوبے کے قابل عمل ہونے کی ایک رپورٹ تیاری کے مرحلے میں ہے۔

[41] مثال کے طور پر چین سے دیگر پینٹس اور وارنش کی درآمدات م س17ء میں تقریباً 36 فیصد بڑھ گئی۔

[42] ماضی بتاتا ہے کہ اس صنعت نے مناسب تحقیق وترقی نہیں کی اور کم اضافۂ قدر کی مصنوعات پر بھروسہ کیا چنانچہ برآمدی محصولات کی ممکنہ سطح حاصل نہیں کی جاسکی جس سے اس میں جمود پھیل گیا۔

نصف اول تک اثر انداز ہوتی رہی، تاہم بعد میں یہ پابندی اٹھائے جانے سے نصف دوم کے دوران اس شعبے کو تھوڑا موقع ملا۔ مستقبل میں پاکستان کی پٹ سن صنعت کی مکمل بحالی میں چندرکاوٹیں حائل رہیں گی مثلاً سستے متبادل کی دستیابی، درآمدی خام مال پر انحصار، اور ناقص ٹیکنالوجی۔[43] اس مسئلے کو مزید تقویت اس حقیقت سے ملتی ہے کہ پٹ سن مصنوعات بنانے والی دس ملوں میں سے پانچ ملیں مالی مشکلات کے سبب اپنی سرگرمیاں روکنے پر مجبور ہوچکی ہیں۔

پیٹرولیم مصنوعات

پیٹرولیم مصنوعات کی صنعت ملک میں اِن مصنوعات کی بڑھتی ہوئی طلب سے فائدہ نہ اٹھا سکی (**شکل 2.13**)۔ ملک میں پیٹرولیم مصنوعات کی مجموعی فروخت میں 9 فیصد اضافے کے برخلاف، پیٹرولیم مصنوعات کی صنعت اپنی پیداوار میں محض 2.8 فیصد اضافہ کرسکی۔ رون 92 گریڈ پیٹرولیم کی ملکی منڈی میں فروخت کے لیے جو ضوابط ہیں، ملکی صنعت ان ضوابط کی مکمل پابندی نہیں کرتی۔[44] چنانچہ طلب اور رسد میں بڑھتا ہوا فرق پورا کرنے کے لیے درآمد پر انحصار بڑھ جاتا ہے۔[45]

یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ نیشنل ریفائنری لمیٹڈ نے اعلیٰ معیار کے ایندھن کے معیارات پہلے ہی اختیار کر لیے ہیں۔[46] اگرچہ دوسری ریفائنریز کو ہائی گریڈ پیٹرولیم مصنوعات پر منتقل ہونے میں وقت لگے گا، اور موافق ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے کافی سرمایہ کاری بھی درکار ہوگی، تاہم بائکو کے آپریشنز بحال ہونے کے بعد اس صنعت کی پیداوار میں عمدہ نمو آئے گی۔[47]

چمڑا

چمڑا سازی کی صنعت کو م س17ء کے دوران 16.50 فیصد کمی کا سامنا کرنا پڑا جبکہ م س16ء میں 6.9 فیصد نمو حاصل ہوئی تھی۔ یہ صنعت رسدی پہلو سے بڑھتے ہوئے دباؤ کا سامنا کر رہی ہے جس کے سبب برآمدات بھی گھٹ رہی ہیں۔ اس شعبے کو درپیش مختلف مسائل، اور تشویشناک رجحان پر قابو پانے کی غرض سے حکومت اور اس صنعت کے اداروں کی طرف سے کیے گئے اقدامات **باکس 2.2** میں اجاگر کیے گئے ہیں۔

باکس 2.2: چمڑا سازی کی صنعت کی کارکردگی ناقص کیوں ہے؟

چمڑا سازی کی صنعت نہ صرف ملکی ڈاؤن اسٹریم صنعت کی ضروریات کو پورا کرتی ہے بلکہ یہ ملک کے لیے قیمتی زرِ مبادلہ کمانے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ اپنی اہمیت کے باوجود یہ صنعت ایک مشکل مرحلے سے گزر رہی ہے: چمڑے کی پیداوار م س17ء میں 17.0 فیصد گر گئی، جبکہ برآمدات میں مسلسل تیسرے سال کمی آئی ہے (**شکل 2.2.1**)۔[48] اس تیز رفتار کمی کے پیچھے کئی عوامل کارفرما ہیں:

سب سے پہلا یہ کہ زندہ جانوروں کی افغانستان کو اسمگلنگ کی بلند شرح نہ صرف ملکی معیشت میں کھالوں کی رسد میں کمی لارہی ہے بلکہ یہ گلہ بانی کی افزائش نسل کو بھی متاثر کررہی ہے۔

دوسرے یہ کہ ناقص رسدی زنجیروں کا نتیجہ خام مال کے ضیاع کی صورت میں سامنے آتا ہے، کیونکہ کھالوں کو ٹیننگ کے مقاصد کے لیے مفید بنانے کی غرض سے ان کی بروقت ٹریٹمنٹ ضروری ہوتی ہے۔ م س17ء کے عید سیزن کے دوران بلند درجہ حرارت اور ناکافی حفاظتی طریقہ کار کی بنا پر خام مال کی بڑی مقدار کو نقصان پہنچا۔[49] اس سے صنعت کی پیداواری صلاحیت پر منفی اثر پڑا اور درآمدات پر اس کا انحصار بڑھ گیا۔

تیسرے یہ کہ جدید ٹیکنالوجی کی غیر موجودگی، اور نیم ہنر مند اور ہنر مند کارکنوں (جو مختلف طرح کے خام چمڑے کو پراسیس کرسکیں) کی قلت اپنے صارفین کی ضروریات پوری کرنے کے حوالے سے اس صنعت کے لیے رکاوٹ بن رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف مشینوں (جو فلیشنگ، اسٹیکنگ، شیونگ، ٹیننگ، اور بفنگ وغیرہ کے کام آتی ہیں) پر کسٹم ڈیوٹیز کے مسلسل نفاذ سے اس زمرے میں جدید ٹیکنالوجی کا فقدان پایا جاتا ہے۔[50]

---

[43] پٹ سن کے تھیلے اپنے متبادل (مثلاً پولی پروپائلین / پولی اتھائلین) کے مقابلے میں مہنگے ہیں، اگر 100 کلوگرام گنجائش کا پلاسٹک کا تھیلا 60 روپے میں ملتا ہے تو اسی گنجائش کا پٹ سن تھیلا 100 روپے سے زائد قیمت میں ملتا ہے۔

[44] بیشتر ملکی ریفائنریز رون 90 پریمیم موٹر گیس (پی ایم جی) تیار کرتی ہیں۔

[45] م س17ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی حجم میں گذشتہ سال کی نسبت 39.2 فیصد اضافہ ہوا (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

[46] نیشنل ریفائنری لمیٹڈ کا یہ بھی کہنا ہے کہ نیفتھا آئسومیرائزیشن یونٹ آغاز کے مرحلے میں ہے جبکہ آگزیلری یونٹس (نیفتھا اسپلٹر اور نیفتھا ہائڈروٹریٹر) پہلے ہی نصب کیے جاچکے ہیں۔

[47] بائکو ریفائنری کے یومیہ 85 ہزار بیرل استعداد والے ایک پلانٹ نے اپنے آپریشنز جولائی 2017ء میں دوبارہ شروع کردیے ہیں (جو آگ لگنے کے باعث تقریباً دو سال بند رہی)، اور اپنی استعداد کے استعمال میں بتدریج بہتری لارہی ہے۔

[48] چرمی ملبوسات کا برآمدی حجم م س16ء میں 6.5 فیصد گر گیا تھا جو م س17ء میں مزید 16.8 فیصد کم ہوگئی۔ چرمی دستانوں کی برآمد م س16ء میں 28.6 فیصد اور م س17ء میں 5.1 فیصد کم ہوگئی۔

[49] ملکی معیشت سے جمع ہونے والے مجموعی خام مال کا تقریباً 40 فیصد بقر عید کے موقع پر جمع ہوتا ہے۔

[50] مشینوں پر 4 فیصد کسٹم ڈیوٹی کے علاوہ اوسطاً 17 فیصد سیلز ٹیکس بھی عائد ہوتا ہے۔

چوتھے یہ کہ اس صنعت کو کاروبار کرنے کی بلند لاگت کا سامنا ہے۔ مثال کے طور پر بجلی کے نرخ، گیس کے چارجز، اور کارکنوں کی اجرتیں دیگر عالمی حریف ملکوں کے مقابلے میں پاکستان میں بلند ہیں (**جدول 2.2.1**)۔ مزید برآں، پاکستان ٹینرز ایسوسی ایشن کے مطابق پاکستان میں درآمدی محصول کی واپسی اور چھوٹ کی شرحیں خاصی کم ہیں (**شکل 2.3.2**)، اور ان کی ادائیگی میں خاصی تاخیر ہوتی ہے جو مینوفیکچرنگ کی لاگت بڑھا دیتی ہے۔ چنانچہ بھارت، ویت نام، اور بنگلہ دیش کے برآمد کنندگان سے مقابلہ کرنا اس صنعت کے لیے دشوار ہے۔

شکل 2.2.1: چمڑے کی صنعتی پیداوار کے رجحانات

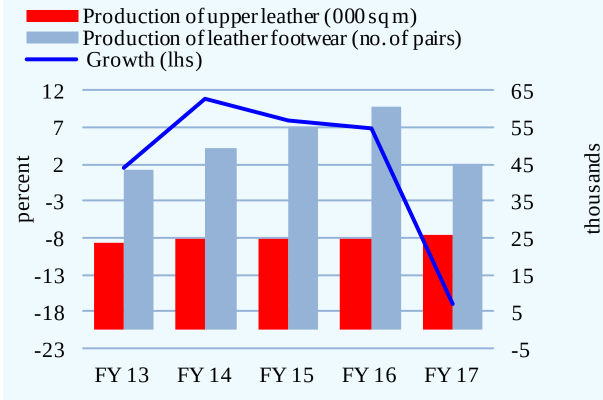

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.2.2 : درآمدی محصول کی واپسی کی شرحیں

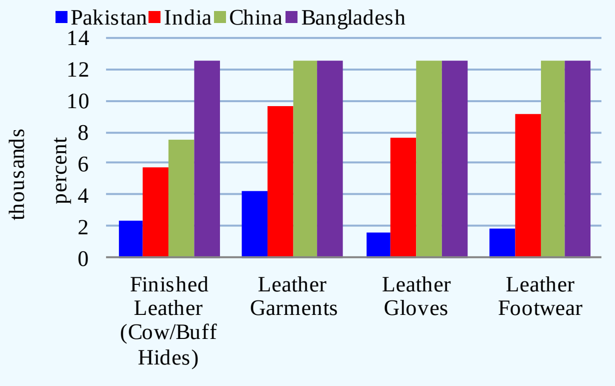

Data source: Pakistan Tanners Association

آخری بات یہ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چین سے آنے والی سستی مصنوعات ملکی طلب کو پورا کرتی جارہی ہیں۔[51]

خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کی چمڑا سازی کی صنعت کو مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر عالمی منڈی میں مسابقت کرنا دشوار ہو رہا ہے۔

تاہم مستقبل میں اس شعبے میں کچھ بہتری کی امید ہے، کیونکہ:

جدول 2.2.1 : چمڑا سازی کی صنعت میں کاروبار کرنے کی لاگت

ڈالر

	پاکستان	بنگلہ دیش	بھارت	ویت نام
بجلی (فی کلوواٹ فی گھنٹہ)	0.1	0.09	0.09	0.08
گیس (صنعتی کیپٹو پاور) (فی ایم ایم بی ٹی یو)	7.7	3.0	4.7	6.0
کم از کم اجرت (ماہانہ)	135.0	68.0	115.0	113.5

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان ٹینرز ایسوسی ایشن، اور کونسل فار لیدر ایکسپورٹ (انڈیا)

1) م س 18ء کے بجٹ میں وفاقی حکومت نے خام مال (خام کھالیں / پکلڈ اور ویٹ بلیو) کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

2) حکومت نے مینوفیکچررز کے زیرِ التوا سیلز ٹیکس دعوے جلد جاری کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

3) حکومت نے برآمدات کے فروغ کے ایک پیکیج کا اعلان کیا ہے جس میں معیشت کے برآمدی شعبوں بشمول چمڑا سازی، پر توجہ دی گئی ہے۔ اس صنعت کو متحرک کرنے کے لیے چمڑے کی منتخب مصنوعات پر 7 فیصد چھوٹ دی جائے گی۔[52]

4) معلومات کی فراہمی کی کوششیں پنجاب میں زور پکڑ چکی ہیں، ٹینرز عام لوگوں اور کھالیں جمع کرنے والوں کی آگاہی کے لیے اشتہارات دے رہے ہیں جن میں کھالیں محفوظ کرنے کے طریقے بتائے گئے ہیں۔

بنگلہ دیش کے چمڑا سازی کے شعبے میں گذشتہ سال عمدہ نمو ہوئی تھی، اور عالمی منڈی میں اس کی رفتار بڑھ رہی ہے۔ بھارت میں گائے ذبح کرنے پر پابندی کی بنا پر بنگلہ دیش کی رسدی زنجیر میں جو بگاڑ آیا ہے، وہ پاکستانی مینوفیکچررز کے لیے ایک موقع ہے کیونکہ وہ خام اور کم اضافہ قدر والا چمڑا بنگلہ دیش کو بطور خام مال فراہم کرسکتے ہیں۔

خدمات

مجموعی جی ڈی پی میں ہونے والے اضافے کا دو تہائی سے زائد خدمات کے شعبے میں نمو سے حاصل ہوا ہے۔ خدمات کے شعبے کی کارکردگی خاصی وسیع البنیاد تھی جس میں تھوک اور خردہ (سب سے زیادہ حاوی ذیلی شعبہ) نے اضافہ قدر میں 6.8 فیصد اضافہ دکھایا جو گذشتہ سال 4.3 فیصد تھا (**جدول 2.10**)۔ یہ درآمدات میں مستحکم اضافے (جس نے برآمدات میں کمی کی بخوبی تلافی کر دی) اور اجناس پیدا کرنے والے دونوں شعبوں (زراعت اور صنعت) میں نمو کی بنا پر ہوا۔

جدول 2.10: شعبہ خدمات کی کارکردگی

	م س17ء کی جی ڈی پی میں حصہ	نمو			نمو میں حصہ	
		م س16ء	م س17ء	م س17ء	م س16ء	م س17ء
تھوک اور خوردہ تجارت	18.5	4.3	5.5	6.8	1.9	2.1
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات	13.3	4.8	5.1	3.9	0.8	0.9
مالیات اور بیمہ	3.4	6.1	7.2	10.8	0.5	0.6
مکاناتی خدمات	6.6	4.0	4	4.0	0.4	0.5
عمومی سرکاری خدمات	7.6	9.7	7	6.9	0.8	0.9
دیگر نجی خدمات	10.2	6.8	6.7	6.3	1.0	1.1
خدمات	**59.6**	**5.5**	**5.7**	**6.0**	**5.5**	**6.0**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[51] ملک میں چار مختلف معیاروں کا چمڑا اور متعلقہ اشیا تیار کی جاتی ہیں۔ پاکستان کم آمدنی والا ملک ہے اس لیے ملکی منڈی میں عموماً کم کوالٹی کی اشیا کی طلب ہے، اعلیٰ معیار کی اشیا برآمدی منڈیوں کو جاتی ہیں۔

[52] ابتدا میں پیکیج میں شامل چرمی مصنوعات ملکی صنعت کی پیداوار کا مناسب احاطہ نہیں کر رہی تھیں۔ چنانچہ ایسوسی ایشن نے 8 دیگر ایچ ایس کوڈ بھی شامل کرنے کی درخواست کی جنہیں شامل کیا گیا۔

معیشت میں خدمات کے مسلسل بڑھتے ہوئے تناسب (**شکل 2.14**) اور مصنوعات کی محدود برآمدات کو دیکھتے ہوئے ملک میں خدمات کا معیار بہتر بنانے کی کوششوں کی ضرورت ہے تاکہ اسے بین الاقوامی منڈیوں میں مسابقتی بنایا جائے جیسا کہ دوسرے ترقی پذیر ملکوں نے کیا(**باکس 2.3**)۔

شکل2.14: جی ڈی پی میں خدمات اور اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کا حصہ

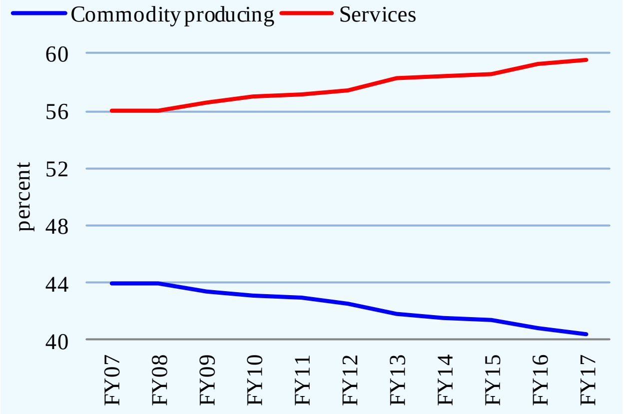

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالیات اور بیمہ نے م س 17ء میں 10.8 فیصد کی عمدہ نمو حاصل کی جو م س 16ء میں 6.1 فیصد رہی تھی (**جدول 2.11**)۔ سب سے بڑے جز یعنی جدولی بینک کارکردگی میں بھی سب سے آگے رہے اور اس زمرے کی نمو میں ان کا حصہ 73 فیصد رہا۔ شرح سود کم رہنے سے کمرشل بینکوں کی نفع یابی متاثر ہوئی جو 3.9 فیصد کم ہوگئی جبکہ گذشتہ سال اس میں 2.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ تاہم اس کے اثرات کی عمدگی سے تلافی قرضوں (18.1 فیصد) اور امانتوں (14.1 فیصد) میں عمدہ نمو سے ہوگئی۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ نہ صرف یہ اضافہ وسیع البنیاد تھا (جس میں معیشت کے تمام زمروں اور شعبوں بشمول ٹیکسٹائل، شکر، توانائی، سیمنٹ وغیرہ نے حصہ لیا) بلکہ بیشتر زمروں میں یہ اضافہ تخفیفی متعدی تناسب (11.1 فیصد سے 9.3 فیصد) کے ساتھ ہوا۔ پس، مالیات اور بیمہ کے زمرے نے اضافۂ قدر میں 9.8 فیصد اضافہ درج کیا، جبکہ م س 16ء میں 5.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔

جدول 2.11 : مالیات اور بیمہ

فیصد

		نمو	
	م س 17ء میں حصہ	م س 16ء	م س 17ء
مرکزی بینکاری	2.4	-3.2	8.8
دیگر زری وساطت	84.9	6.9	10.6
جدولی بینک	82.0	6.4	9.6
غیر جدولی بینک	2.8	31.5	50.2
دیگر مالی خدمات	1.5	2.3	5.0
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن	3.3	9.7	-4.0
مالی خدمات کی معاون سرگرمیاں	7.9	-0.5	23.1
مالیات اور بیمہ	**100**	**6.1**	**10.8**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری، اور مواصلات میں بھی م س 17ء کے دوران نمو جاری رہی اگرچہ کہ سست رفتاری سے، اور 3.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ م س 16ء میں 4.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ ریلویز اور پی آئی اے کی جانب سے خام اضافۂ قدر میں ہونے والی تیز رفتار کمی کو نمو میں اس سکڑاؤ کا بڑا سبب قرار دیا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ پانی اور پائپ لائن ٹرانسپورٹ میں مسلسل کمی بھی ایک سبب ہے (**شکل 2.15**)۔

شکل 2.15 : ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے ذیلی شعبے

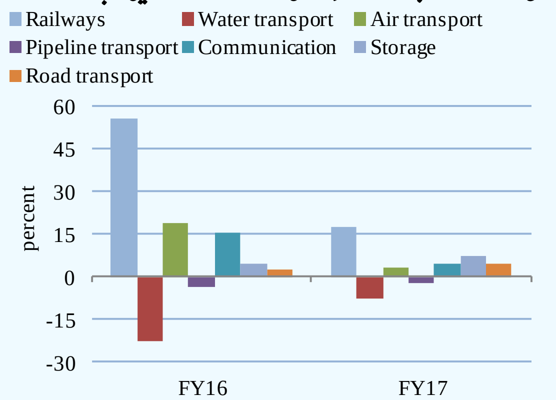

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل2.16: پاکستان میں ٹیلی گنجانیت

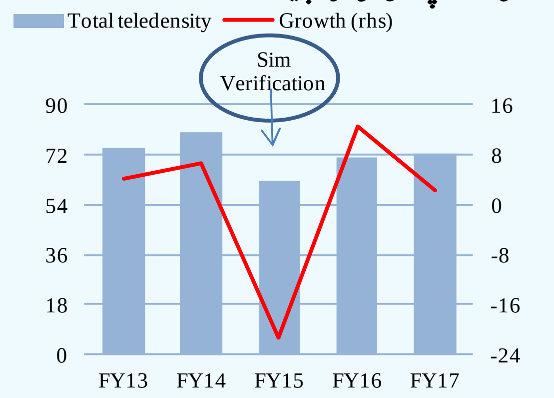

Data source: Pakistan Telecommunication Authority

تاہم روڈ ٹرانسپورٹ میں واجبی بہتری آئی جو ملک میں تجارتی سرگرمیوں میں بہتری سے مطابقت رکھتی ہے جیسا کہ کار گو ہینڈلنگ کی سرگرمیوں میں اضافے سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملک میں بھاری کمرشل گاڑیوں (ٹرک اور بسوں) کی فروخت میں اضافہ بھی یہ بتاتا ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ شعبے کی طرف سے اضافہ قدر بڑھ رہا ہے۔

م س 17ء کے دوران ملک کی مجموعی ٹیلی گنجائنیت میں اضافہ دیکھا گیا جبکہ گذشتہ سال بھی بحالی دیکھی گئی تھی تاہم م س 15ء میں سِم کی تصدیق کی مہم کے باعث تیزی سے کمی واقع ہوئی تھی (**شکل 2.16**)۔ اسی طرح براڈ بینڈ صارفین کی تعداد بڑھ کر 44.6 ملین ہو گئی، یعنی صرف ایک سال میں تقریباً 11 ملین کا اضافہ ہوا۔ اس کار کردگی میں تھری جی / فور جی کے استعمال میں بڑا اضافہ فیصلہ کن عنصر تھا کیونکہ موبائل براڈ بینڈ صارفین کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا جبکہ دوسرے زمروں (جیسے ڈی ایس ایل اور وائی میکس) میں جمود یا سکڑاؤ آیا۔

باکس 2.3: خدمات کو قابلِ برآمدات کیسے بنایا جائے؟

پاکستان کی جی ڈی پی میں خدمات کا تناسب بڑھنے کا رجحان ہے اور دوسرے ترقی پذیر ملکوں کا بھی یہی معاملہ ہے تاہم خدمات کی برآمدات کافی عرصے سے جامد ہے۔ یہ تشویشناک امر ہے، کیونکہ پاکستان کو بڑھتی ہوئی وساطتی اور سرمایہ جاتی اشیا کے درآمدی اخراجات پورے کرنے کے لیے برآمدات کی ضرورت ہے جبکہ یہ درآمدات اس کی صنعتی بنیاد وسیع کرنے اور اقتصادی نمو میں مستحکم اضافہ حاصل کرنے کے لیے لازمی حیثیت رکھتی ہیں۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ پاکستان اِس وقت کم اضافہ ٔقدر کی حامل جو صنعتی اشیا بیرونی منڈیوں کو برآمد کر رہا ہے ان کے مقابلے میں اس کی خدمات کی برآمدات زیادہ اور پُرکشش منافع حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ خدمات کے شعبے سے برآمدات بڑھ جائیں تو دباؤ میں آئی ہوئی اشیاسازی کی صنعت پر موجود بوجھ کو کم کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک پالیسی اقدامات کا تعلق ہے، خدمات کا معیار بہتر کرنے اور انہیں برآمدات کے قابل بنانے کی خاطر حکومت نے 2007ء میں ایک نیشنل روڈ میپ بنایا تھا۔ اس حکمتِ عملی میں نہ صرف خدمات کی برآمدات کی راہ میں

شکل 2.3.1 : خدمات کے شعبے کا موازنہ

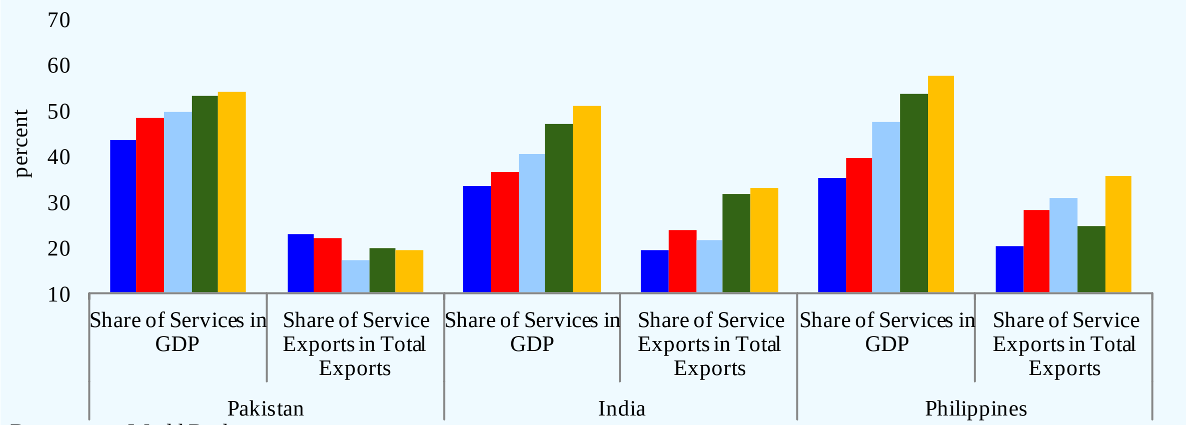

Data source: World Bank

حائل بڑی رکاوٹیں اجاگر کی گئی تھیں بلکہ روڈ میپ میں بزنس پراسیس آؤٹ سورسنگ (بی پی او)، آئی ٹی، اور کنسلٹینسی جیسے زمروں کو ترجیح بھی دی گئی تھی تاکہ ان کے ممکنہ مسابقتی فائدے حاصل کیے جاسکیں۔ تاہم آج ایک عشرے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس ضمن میں کوئی واضح فائدے حاصل نہیں کیے جاسکے۔ اس کا پتہ اس حقیقت سے بھی چلتا ہے کہ پاکستان کی مجموعی برآمداتی آمدنی میں خدمات کا تناسب اس عرصے کے دوران معمولی سا کم ہوا ہے (**شکل 2.3.1**)۔[53] دوسری طرف علاقائی حریف ممالک نے اس مدت کے دوران اپنی برآمدات نمایاں طور پر بڑھالی ہیں، اور ان کی آمدنی چند شعبوں میں محدود نہیں ہے بلکہ وہ مختلف نوعیت کی خدمات برآمد کر رہے ہیں۔

سروس لوکیشن انڈیکس کے جائزے سے خدمات کی برآمد میں حائل بڑی رکاوٹوں کے بارے میں چند دلچسپ باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ مجموعی لحاظ سے سروس لوکیشن انڈیکس 2016ء میں پاکستان 28ویں درجے پر ہے جبکہ بھارت پہلے، فلپائن 7ویں، ویت نام 11ویں، اور بنگلہ دیش 22ویں درجے پر موجود ہے۔[54] اس پست درجے کے باوجود پاکستان لیبر اور آپریشنل لاگت کے لحاظ سے بہتر پوزیشن پر ہے: اس کی مالی دلکشی کا اسکور بھارت سے بھی زیادہ ہے (**شکل 2.3.2**)۔ اس کے مقابلے میں جن شعبوں میں پاکستان کی کارکردگی کمزور ہے وہ بزنس کا ماحول اور لوگوں کی ہنرمندی اور دستیابی ہے۔ چنانچہ خدمات کی برآمدات بہتر بنانے کی کسی بھی حکمتِ عملی میں توجہ مہارت بڑھانے پر ہونی چاہیے، اور (بزنس کے ماحول کے معاملے میں) حقوقِ املاکِ دانش کا تحفظ اور پالیسی میں تسلسل کو یقینی بنانا چاہیے۔

اپنی خدمات کی برآمد بڑھانے والے ترقی پذیر ملکوں کی کامیابی سے مزید سبق بھی لیے جاسکتے ہیں۔ مثال کے طور پر آئی ٹی کی برآمد کے لحاظ سے بھارت بہت کامیاب رہا ہے اور اس کی اہم وجوہات یہ ہیں:

---

[53] ان میں سے بیشتر رقوم میں اتحادی سپورٹ فنڈ کے تحت حکومت کی زرمبادلہ وصولیاں شامل ہیں۔ نجی شعبے سے حصہ بہت کم رہا۔

[54] ماخذ: مینجمنٹ کنسلٹینسی کی ایک عالمی فرم A.T. Kearmey کی درجہ بندی بلحاظ سروے۔

(1) پالیسی تعاون کا کردار تشکیل اور بروقت ہونے، دونوں کے لحاظ سے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان نے سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کی درآمد پر جو رعایتیں اور استثنیٰ دی ہیں وہ بھارت کے ہم پلہ معلوم ہوتی ہیں، تاہم انہیں خاصی تاخیر کے بعد نافذ کیا گیا، اس طرح وہ موقع ضائع ہو گیا جو پہل کرنے سے حاصل ہو سکتا تھا۔[55] اسی طرح بھارت نے درآمد میں رعایتوں کی اجازت دے کر اور زرِ اعانت کے ذریعے آئی ٹی کی برآمدات کو ترغیبات دیں، جبکہ پاکستان کے معاملے میں ایسے ترغیبی نظام زیادہ تر غائب ہیں، اور جہاں کہیں موجود بھی ہیں وہاں وہ برآمدات میں مطلوبہ اضافہ نہیں کر سکے ہیں۔[56]

(2) پاکستان کو پیچھے دھکیلنے والا ایک اور عامل کمپیوٹر لٹریسی کا پست ہونا ہے، جبکہ بھارت میں کمپیوٹر سے متعلق مہارتیں بہتر بنانے پر پالیسی میں توجہ دی گئی ہے جس سے سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک (ایس ٹی پی) کی کامیابی کی وضاحت ہوتی ہے، کیونکہ 2000ء سے 2009ء تک ایس ٹی پی یونٹوں سے برآمدی نمو سالانہ اوسطاً 30 فیصد کی شرح سے بڑھی۔[57]،[58]

(3) ملکی آبادی کی آئی ٹی میں مہارت بڑھانے میں بیرونِ ملک مقیم کارکنوں کا کردار بھی نمایاں رہا۔[59] بیرون ملک مقیم کارکنوں سے معلومات کی منتقلی کے لیے حکومت نے مختلف منصوبے متعارف کرائے جیسے "بیرون ملک ہم وطنوں کے ذریعے معلومات کی منتقلی" (TOKTEN)۔

(4) بھارت میں املاکِ دانش کو تحفظ دینے والے قابلِ بھروسہ قوانین کا نفاذ ایک امتیازی خصوصیت ہے بیرونی آئی ٹی فرموں کو اپنی طرف راغب کیا ہے اور ابھرتی ہوئی ملکی فرموں کو پروان چڑھایا ہے۔[60] اگرچہ پاکستان نے بھی پائریسی کے خلاف املاکِ دانش کے قوانین متعارف کرائے تاہم ان پر عمل درآمد مطلوبہ سطح سے کہیں کم رہا ہے۔

بزنس پراسیس آؤٹ سورسنگ کے شعبے میں بھارت اور کینیڈا کے بعد فلپائن تیسرا سب سے بڑا فراہم کنندہ ملک ہے۔ فلپائن کی کامیابی کے اسباب لیبر کی کم لاگت، انگریزی بولنے والی آبادی کی موجودگی، حکومت کی طرف سے تعاون، اور نجی شعبے کا مضبوط کردار ہے۔

شکل 2.3.2 : بلحاظِ ملک خدمات کا اشاریہ 2016ء

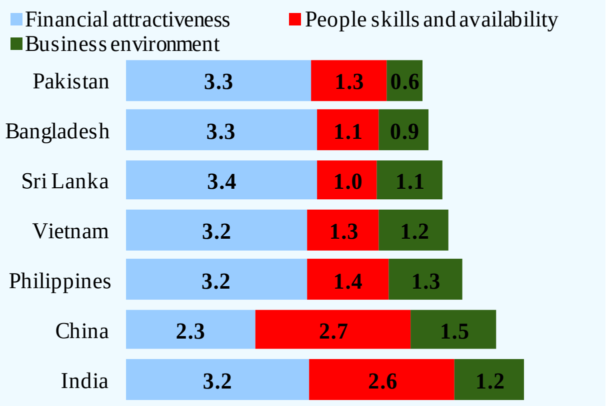

Data source: A.T. Keamey

<u>لیبر کی کم لاگت:</u> کسی بی پی او فرم کے مجموعی اخراجاتِ جاریہ کا 50 فیصد لیبر پر لگتا ہے۔ چنانچہ بین الاقوامی معیار کے مقابلے میں کم اجرتوں نے فلپائن کو آؤٹ سورسنگ کے لیے پُرکشش ملک بنا دیا ہے۔ یہ حوصلہ افزا ہے کہ کاروبار کرنے کی لاگت کے اعتبار سے پاکستان کافی بہتر حیثیت رکھتا ہے، خصوصاً بی پی او کے شعبے کی زیادہ لیبر والی پوزیشن میں۔ یہ بات اس حقیقت سے بھی واضح ہے کہ پاکستان میں لیبر کی لاگت فلپائن حتیٰ کہ بھارت سے بھی کم ہے۔

<u>انگریزی بولنے والا نوجوان طبقہ:</u> فلپائن میں آؤٹ سورسنگ کرنے والی کمپنیوں میں امریکی کمپنیاں سب سے بڑی ہیں۔ انگریزی بولنے والے ماہر گریجویٹ طبقے کی بھرپور موجودگی کے علاوہ دونوں ملکوں کی اکاؤنٹنگ اور قانونی ڈھانچے کی مماثلت کا نتیجہ یہ نکلا کہ لیگل ٹرانسکرپشن آؤٹ سورسنگ اور فنانشل اکاؤنٹنگ آؤٹ سورسنگ جیسی خدمات کی فراہمی کے لیے فلپائن کا رُخ کیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان کے پاس بھی انگریزی بولنے والی نوجوان افرادی قوت موجود ہے، تاہم وہ کسٹمر کیئر کے روایتی کال سینٹر جیسی کم اضافۂ قدر والی خدمات تک محدود ہے۔ کنسلٹینسی اور ڈیٹا کیپنگ اینالسس جیسے بلند اضافۂ قدر والے شعبوں کو ہدف بنانا اس لیے مشکل ہے کہ ٹیکنالوجی محدود ہے اور افرادی قوت کی مہارت ناکافی ہے۔

<u>سرکاری تعاون:</u> فلپائن میں 2003ء تک ایسے 300 خصوصی اقتصادی زون کام کر رہے تھے جن کی نگرانی فلپائن اکنامک زون اتھارٹی کے سپرد تھی۔ برآمدی نوعیت کی خدمات کی پیشکش سے متعلق فرموں کو کئی طرح کی مالی ترغیبات دی گئی ہیں مثلاً مقامی سرکاری درآمدات، فیس، لائسنس، اور ٹیکس سے استثنیٰ۔ مثال کے طور پر آپریشنز سے متعلق درآمدات پر کوئی ڈیوٹی بھی وصول نہیں کی جاتی۔ اسی طرح اگر سرمایہ بلحاظ لیبر کا تناسب کم سے کم برقرار رکھا جائے (جس میں مقامی افرادی قوت کی شرکت پر توجہ دی گئی ہو) تو ٹیکس کے قابل آمدنی میں رعایت دی جا سکتی ہے، اور اگر یہ فرم کم ترقی یافتہ علاقے میں واقع ہو تو مذکورہ رعایت دگنی کر دی جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں پاکستان میں برآمدات پر اس طرح کی توجہ نہیں دی جاتی، اور تازہ ترین ترغیبات بھی محدود ہیں۔ مثال کے طور پر کاروبار شروع کرانے کے اقدامات (نیچے دیکھیے) کے ضمن میں استثنیٰ اور بغیر ڈیوٹی کے درآمدات کی تین سال تک اجازت ہے جبکہ فلپائن میں یہ اجازت کم از کم دس سال کے لیے ہے۔

<u>نجی شعبے کا کردار:</u> فلپائن کے شعبہ خدمات کی نمایاں خصوصیت نجی شعبے کا قائدانہ کردار ہے۔ 'آئی ٹی اینڈ بزنس پراسیس ایسوسی ایشن آف فلپائن' خدمات کی برآمدات سے متعلق تحقیق، تجزیے، اور ترغیباتی سرگرمیوں میں صفِ اول کا کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ مختلف روڈ شوز، مہموں، کانفرنسوں (جیسے ورلڈ کانگریس آن انفارمیشن اینڈ کمیونی کیشن ٹیکنالوجی اور ورلڈ بی پی او فورم) میں حصہ لیتی ہے۔ اس نے ایک روڈ میپ 2010ء بھی تیار کیا تھا تاکہ

---

[55] بھارت نے 1970ء کی دہائی میں تعلیمی مقاصد کے لیے کمپیوٹر اور سافٹ ویئر کا درآمدی ٹیرف گھٹایا تھا۔ 1984ء میں اس پالیسی پر پیش رفت میں متعلقہ مشینری کا درآمدی طریقہ مزید آسان بنا دیا گیا۔

[56] بھارت میں 1984ء کی پالیسی کے تحت خدمات کی برآمد سے حاصل شدہ آمدنی کا 50 فیصد متعلقہ خام مال کی درآمد کے لیے مختص کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ ایکسپورٹ پروموشن اسکیم کو 1993ء میں شعبہ خدمات تک توسیع دے دی گئی، اور 1995ء میں سافٹ ویئر پر درآمدی ڈیوٹیاں گھٹا کر 10 فیصد کر دی گئیں۔

[57] بھارت نے دیگر کے علاوہ ایک پروگرام 'آئی ٹی میں انسانی وسائل کی ترقی' شروع کیا، جس کا مقصد عوام کو کمپیوٹر لٹریٹ بنانا، انٹرنیٹ تک رسائی بڑھانا، اور آئی ٹی کی تعلیم کا معیار بہتر بنانا تھا۔

[58] بھارت نے 1986ء میں ایک ایکسپورٹ پراسیسنگ زون صرف سافٹ ویئر برآمد کرنے والی فرموں کے لیے بنایا۔ سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک کا مقصد جدت طرازی اور برآمدات کو فروغ دینا تھا جس کے لیے خام مال کی ڈیوٹی فری درآمد کی اجازت، ٹیکس میں استثنیٰ، اور سرمایہ کاری اور رائلٹی کی واپسی کی اجازت دی گئی۔ 2009ء تک اس پارک کے تحت 8455 فرمیں کام کر رہی تھیں۔ دوسری طرف پاکستان نے شروع میں آئی ٹی پارکس کا تجربہ کیا لیکن وہ خدمات کا معیار بہتر بنانے، اور برآمدات بڑھانے میں زیادہ کامیاب نہیں رہے۔

[59] سلیکون ویلی کی مجموعی افرادی قوت میں 24 فیصد کا تعلق بھارت سے ہے۔

[60] بھارت میں کاپی رائٹ ایکٹ کا دائرہ کار 1985ء میں سافٹ ویئر تک بڑھا دیا گیا، پائریسی پر بھاری جرمانے اور سزا مقرر کی گئی۔ سرمایہ کاروں اور پبلشرز کے حقوق کی ضمانت دے کر اس شعبے میں جدت طرازی کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

دنیا میں فلپائن کی خدمات کی برآمدات کا حصہ بڑھے، ایک اور روڈمیپ 2016ء بھی تیار کیا گیا جس کا مقصد دوسری چیزوں کے علاوہ اُن امکانات کو (جن میں صحتِ عامہ، انفارمیشن مینجمنٹ، اور آؤٹ سورسنگ مینجمنٹ شامل ہیں) اجاگر کرنا ہے جن پر توجہ دے کر فلپائن برآمدات میں اپنا حصہ بڑھا سکتا ہے۔ اس کے برعکس پاکستان کا نجی شعبہ ایسے اقدامات کے معاملے میں بہت پیچھے ہے اور متعدد ضوابطی اور کاروباری مسائل اس کی راہ میں حائل ہیں، جیسا کہ عالمی بینک کی رپورٹ 'بزنس کرنے میں آسانی' میں بہت نچلے درجے سے ظاہر ہے۔

خلاصہ یہ کہ پاکستان کم اُجرتوں اور انگریزی بولنے والی افرادی قوت کی موجودگی کا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ تاہم ضرورت اس بات کی ہے کہ لیبر کی مہارتیں بہتر بنانے پر توجہ دی جائے، اور نجی شعبے کو سازگار کاروباری ماحول مہیا کیا جائے جہاں وہ نمو کے مواقع تلاش کرسکے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ سی پیک کے تحت ہونے والی مثبت پیش رفت سے برآمدات کے جو ممکنہ مواقع سامنے آرہے ہیں، پاکستان ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ مثال کے طور پر اسلام آباد میں ٹیکنالوجی اینڈ کامرس پارک آئی ٹی فرمز کو فائدہ دے سکتا ہے، جبکہ خصوصی اقتصادی زونز کی تشکیل سے اکاؤنٹنگ، کنسلٹینسی، میزبانی، کیٹرنگ وغیرہ جیسی ثانوی خدمات کے شعبوں میں دلچسپی اور مقابلے کو مہمیز دینے میں مدد ملے گی۔ اس کے علاوہ اسی نوعیت کی برآمدات کا کام کرنے والی چینی فرموں کے ساتھ رابطوں اور ان کی طرف سے مسابقت سامنے آنے سے جدّت طرازی کی ترغیب ملے گی اور اضافۂ قدر پر توجہ دی جاسکے گی۔

ترقی پذیر ملکوں خصوصاً بھارت، تھائی لینڈ، فلپائن، اور سنگاپور جیسے ملکوں کی ایشیائی مارکیٹ میں تیزی سے نمو پانے والا ایک اور شعبہ صحتِ عامہ کا ہے۔[61] پاکستان بھی میڈیکل ٹورازم کا ایک مرکز بننے کی کوشش کرسکتا ہے۔ واضح رہے کہ سستی طبّی خدمات (مثلاً دانتوں کا معائنہ اور سرجری) سے استفادہ کرنے کے لیے خاصی تعداد میں غیر ملکی باشندے پاکستان آتے رہتے ہیں۔

مذکورہ مواقع استعمال کرنے کی غرض سے حکومت مناسب پالیسی تعاون پہلے ہی فراہم کررہی ہے۔ خاص طور پر نئے بجٹ میں، کاروبار کا آغاز کرنے کے لیے ترغیبات متعارف کرائی گئی ہیں جو درست سمت میں ایک قدم ہے، اس سے لوگ کاروبار کی طرف راغب ہوں گے اور نجی شعبے کو ترغیب ملے گی کہ وہ خدمات کے شعبے کی برآمدی صورت متعین کرنے کے لیے اقدامات کرے۔[62] دوسرے، مختلف ٹیکنالوجی سینٹرز کے قیام اور انٹرن شپ پروگراموں کا فائدہ یہ ہوگا کہ ہنرمندی کے لحاظ سے لیبر کی طلب اور رسد میں پایا جانے والا موجودہ فرق کم سے کم کیا جاسکے گا۔[63] تاہم ایسے پروگراموں کو نتائج لانے کے لیے کافی وقت درکار ہوگا اس کے بعد ہی وہ برآمدی آمدنی بڑھا سکیں گے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ بھارت اپنے موثر پالیسی اقدامات کے ذریعے تقریباً تین عشرے بعد عالمی برتری حاصل کرسکا ہے، اسی طرح فلپائن کے برآمدی زون جیسے اقدامات میں طویل مدتی ترغیبات پر توجہ مرکوز رکھی گئی۔

حوالہ: گوسوامی، آرتی گروور؛ مٹو، ادتیہ؛ سیز، سباسٹین (2012ء)، "Exporting Services: A Developing Country Perspective" عالمی بینک کی رپورٹ۔

[61] گذشتہ برسوں کے دوران ترقی یافتہ ملکوں میں علاج کے اخراجات بڑھ گئے اور وقت بھی مرضی کا نہیں ملتا، چنانچہ اب وہاں کے باشندے کم خرچ پر علاج کے لیے ترقی پذیر ملکوں کا رخ کرنے لگے ہیں۔

[62] اس کے تحت دیگر چیزوں کے علاوہ ودہولڈنگ ٹیکس پر تین سال تک کے لیے ٹیکس استثنیٰ اور زرِاعانت بھی دی جائے گی۔ اہم بات یہ ہے کہ بیشتر نئے ادارے ٹیکنالوجی کے شعبے میں قائم ہوں گے جس سے خدمات کے شعبے میں مطلوبہ بہتری کی راہ ہموار ہوسکے گی۔

[63] حکومت مختلف زمروں میں مہارتیں بڑھانے پر توجہ دے رہی ہے، جیسے فِن ٹیک (ادائیگی کا شعبہ اور فرد سے فرد کو قرضہ دینے کی سہولت وغیرہ)، انٹرنیٹ آف تھنگز انوویشن سینٹر (تاکہ نئے اداروں کو آئی او ٹی ڈومین میں داخل کیا جائے)، اور روبوٹکس انوویشن سینٹر (آٹومیشن اور اشیائے سرمایہ کی ترقی پر توجہ دینے اور سرمایہ کاری کی ترغیب کے لیے)، جبکہ تربیتی پروگراموں پر توجہ برقرار ہے جیسے ڈیجیٹل اسکلز ٹریننگ پروگرام برائے فری لانسنگ، لڑکیوں کے لیے آئی سی ٹی، اور نیشنل آئی ٹی سی انٹرن شپ پروگرام۔